امرین ریاض

جھوک گئیں اپنے پیا کی

''زیاد! تم ابھی تک یہاں ہو۔ مجھے لگا کہ تم ایئرپورٹ جا چکے ہو گے مگر تم اتنے اچھے کب ہو، اٹھ جاؤ اب۔ 6 بجے کی فلائٹ ہے کشف کی ٹائم دیکھو۔'' نویدہ بیگم نے موبائل کے ساتھ لگے زیاد سے کہا تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

''مائی ڈیئر مام! آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ کشف بھابی اور ان کی کزن کی فلائٹ چھ بجے کی ہے اور ابھی تو صرف پانچ بجے ہیں اور جب تک انہوں نے ایئرپورٹ سے باہر آنا ہے تب تک میں بھی وہاں موجود ہوں گا تو آپ سے ریکوسٹ ہے کہ سکون کا سانس لیں اور مجھے بھی لینے دیں۔'' زیاد کے کہنے پر سیڑھیاں اتر گیا

فرجاد ہنس دیا جب کہ نویدہ بیگم گھور کر بولیں۔

"تو وہ ہے تم سے لڑکے، کبھی جو کسی بات کا جواب تم نے ڈھنگ سے دیا ہو۔"

"ماما! آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔ کشف بھابی کون سا پہلی مرتبہ پاکستان آ رہی ہیں۔" فرجاد نے ان کو ریلیکس کرنا چاہا۔

"کیوں نہ پریشان ہوں میں، پچھلے سال جب وہ آئی تھی تو پورے دو گھنٹے ایئرپورٹ پر تم لوگوں کا ویٹ کرتی رہی تھی۔ آخر کار خود ٹیکسی کروا کر آئی۔" نویدہ بیگم نے ہزار دفعہ کی کہی ہوئی بات پھر دہرائی تو وہ بجائے شرمندہ ہونے کے ڈھٹائی سے بولا۔

"ہاں تو قصور بھی ان کا ہی تھا، ہمیں غلط ٹائمنگ کیوں دی، ہم تو تیار ہو کر بیٹھے ان کی کال کا انتظار کر رہے

مکمل ناول

تھے مگر وہ خود آگئیں۔''

''واقعی قصور اس کا تھا، نمبر بند کرنے کو بھی اس نے کہا تھا۔ کتنا بے چاری پریشان ہوئی تھی۔ گھر کا نمبر اسے یاد نہ تھا اور تم تینوں بھائیوں کے نمبر۔ چلو ضوریز تو میٹنگ میں تھا اور تم دونوں......''

''ہاں ہم تو نالائق ہیں اور آپ کے بڑے لاڈلے سپوت ضوریز حسن دنیا کے سمجھدار، ذہین اور عقل مند آپ بھائی کو کیوں نہیں کہتیں، آخر کو کشف بھابی ان کی ہونے والی بیوی ہیں وہ خود اپنی ذمے داری نبھائیں ان کا کام ہم اپنے سر لیں اور بدلے میں سو سو باتیں بھی سنیں نہ جی نہ۔'' فرجاد کہاں کم تھا وہ بھی زیاد کے قریب صوفے پر ٹک گیا تو نویدہ بیگم نے زبردست گھوری سے نوازا۔

''خبردار اگر میرے بیٹے کے بارے میں کچھ کہا تو وہ تم دونوں کی طرح فارغ نہیں۔ ابھی رات کو وہ دو ماہ بعد ٹورنٹو سے آیا ہے اور آرام کرنے کے بجائے وہ آفس چلا گیا۔ تمہارے پاپا کم ہیں کیا جنہوں نے ساری ذمے داری اس پر ڈال دی اور خود دوستوں کے ساتھ شکار کرنے چل دیے اور تم لوگ پڑھنے کے بجائے سارا دن آوارہ گردی کرتے ہو اگر کبھی میرا کام کر دیتے ہو تو کیا ہو جاتا ہے۔ چلو اب نکلو ٹائم کافی ہو گیا ہے۔ کشف کی کزن پہلی دفعہ پاکستان آرہی ہے اسے تو اپنی اصل شکل مت دکھانا۔'' نویدہ بیگم نے دونوں کو باری باری دیکھا اور کچن کی جانب چل دیں تو وہ جو بڑے مودب بن کر ان کو سن رہے تھے ان کے جانے کے بعد ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنس پڑے۔

''ویسے یہ بھابی کی کزن کس خوشی میں پاکستان آرہی ہیں۔'' فرجاد نے زیاد سے پوچھا جو ہر معاملے کی خبر رکھتا تھا۔

''دل لگانے۔'' زیاد برجستہ بولا۔

''مطلب!'' فرجاد سمجھ نہ سکا۔

''بھئی بھابی کے اکلوتے ماموں کی اکلوتی بیٹی زوشاف حیدر اپنی مدر (ماں) کی دوسری شادی سے کافی پریشان ہوگئی تھی، کیونکہ ان کی ماما ان کو چھوڑ کر اپنے نئے شوہر کے ساتھ دوسرے ملک چلی گئیں اور بھابی کی کزن پہلے اپنے ڈیڈ کی وفات پر غمگین تھیں اب اور غمزدہ ہوگئی تو ان کے بے حد اصرار پر وہ یہاں دل بہلانے آرہی ہیں۔'' زیاد نے تفصیل سے بتایا۔

''واہ یار! تم نے تو عورتوں کو بھی مات دے دی۔ اتنی جاسوسی اور ٹوہ......'' فرجاد اس کی انفارمیشن پر مسکرایا۔

''تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں ماما کا بیٹا نہیں بیٹی ہوں اور یو نو کہ ماما مجھے وہ کام بھی کرنے کو دیتی ہیں جو بیٹیاں کرتی ہیں اور یہ بھی رات کو میں چائے بنا رہا تھا کہ ماما بڑے بھائی کو بتا رہی تھیں اب نکلو یہ نہ ہو ماما پھر سے آجائیں اور اب وہ کچن سے آئیں گی تو ان کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ تو ضرور ہوگا۔''

زیاد نے ڈرنے والی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا تو فرجاد مسکراتا ہوا اٹھ گیا۔

☆......☆

''اتنا ٹائم ہوگیا، اب تک تو بھابی لوگوں کو باہر نکل آنا چاہیے۔'' فرجاد نے کوفت میں مبتلا ہوتے ہوئے زیاد سے کہا مگر اس کا کوئی جواب نہ پا کر اس نے پیچھے مڑ کر زیاد کو دیکھا جو کسی لڑکی کی طرف متوجہ تھا۔

''شرم کرو، اس کی طرف دیکھنا بند کر، اس کا ایک بیٹا بھی ہے۔'' فرجاد نے شرم دلانی چاہی۔

''تو کیا میں کون سا اسے تاڑ رہا ہوں یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر میری شادی دو سال پہلے ہوگئی ہوتی تو آج میرا

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

READERS CHOICE

Facebook ID; https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram; https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

Facebook Groups; READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

بھی اتنا بڑا ایشو ہوتا۔"

"دو سال پہلے جب میٹرک میں کم مارکس آنے پر دو ماہ کے لیے پاکٹ منی بند ہوئی تھی تب واویلا۔" فرجاد طنزاً مسکرایا تو زیاد گھورنے لگا۔

"مجھے نہ گھورو، بھابی کا نمبر ملاؤ۔"

"ایکسکیوزمی۔" فرجاد کے کہنے پر زیاد نمبر ملاتا کہ پیچھے سے کسی نے ان کا کندھا ہلایا تو دونوں نے پلٹ کر دیکھا تو مسکراتی کشف کو دیکھ کر دونوں اس سے لپٹ گئے۔

"کیسے ہو نالائقو۔"

"ہم تو فرسٹ کلاس ہیں حالانکہ آپ کے انہوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔" فرجاد کے کہنے پر وہ ہنس دی۔

"مجھے پتا ہے میری ان سے پہلی لڑائی تم دونوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ کیونکہ میں نے تو تم لوگوں کی کوئی نہ کوئی سفارش کرنی ہوتی ہے۔ اچھا یہ چھوڑو سب ان سے ملو میرے ماموں کی بیٹی زوشاف حیدر اور زوشاف یہ زیاد اور فرجاد۔ میرے بھائی، کزن اور دیور بھی ہیں۔" کشف کے تعارف کروانے پر دونوں نے اس کی طرف دیکھا تھا جو کہ گلابی ڈریس پر بلیک اسکارف گلے میں ڈالے براؤن بالوں کو کیچر میں مقید کیے گلابی ہونٹ، نیلی آنکھوں والی کوئی حور ہی تھی کہ دونوں ٹکٹکی باندھے اسے دیکھنے میں محو تھے جو کہ ان کے مسلسل دیکھنے سے خفیف سی ہوگئی۔

"بھابی! میں ان کو ہاتھ لگا سکتا ہوں۔ آئی مین مجھے یہ یقین کرنا ہے کہ واقعی کوئی پری آسمان سے اتر کر زمین پر آگئی ہے کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔" زیاد کی بات پر کشف ہنس دی۔

"ڈرامے باز چلو اب۔" کشف کے کہنے پر وہ دونوں ان کا سامان پکڑے گاڑی کی طرف بڑھے اور پھر پورا راستہ وہ زوشاف کا سر کھاتے آئے تھے جو کہ ان کی باتوں اور حرکتوں پر مسکراتی رہی تھی۔

☆......☆

"ماشاءاللہ! بہت پیاری بچی ہے یہ تو میں تو سمجھ رہی تھی کوئی اوٹ پٹانگ بولنے والی ہوگی مگر اس کا لب و لہجہ اور انداز تو بالکل ہمارے جیسے ہیں۔" نویدہ بیگم زوشاف کو پیار سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولیں تو کشف مسکرادی۔

"بس ہمارے سائے میں رہنے کا اثر ہے پھوپھو بلکہ سچ تو یہ ہے کہ زوشاف بالکل ماموں جیسی ہے، ویسی ہی عادتیں ہم بھی دیکھ کر حیران ہوتے ہیں کہ یہ امریکا کی پیداوار لگتی نہیں حنان تو اتنا تنگ کرتا ہے اسے کہتا ہے کہ یہ امریکا میں چلتا پھرتا پاکستان ہے۔" کشف کی بات پر سب ہنس پڑے تو زوشاف بھی مسکرادی۔

"بس اچھی تربیت کا اثر ہے، اچھا تم دونوں فریش ہو جاؤ میں چائے بنواتی ہوں۔"

"نہیں پھوپھو! چائے کی ذرا طلب نہیں، ویسے بھی اب تو ڈنر کا ٹائم ہونے والا ہے۔ ہم فریش ہو آئیں تب تک چلو زوشی۔" کشف نے پہلے نویدہ بیگم سے کہا پھر زوشاف کو لیے کمرے کی جانب چل دی۔

"زیاد تم اپنے بھائی کو کال کرو، میں نے کہا بھی تھا کہ ٹائم سے آجانا مگر یہ لڑکا بھی نہ ہر ٹائم کام کام اور صرف کام۔"

"آپ نے کشف بھابی کا نام لیا ہوگا اس لیے۔ آپ جانتی ہیں کہ بھابی کے سامنے وہ زیادہ مصروف بن جاتے ہیں۔" زیاد نے موبائل پر نمبر ملاتے ہوئے کہا تو انہوں نے حسب معمول گھوری سے نوازا۔

"زیادہ مت پھیلو جو کہا ہے وہ کرو۔" وہ کہہ کر کچن میں چلی گئیں۔

☆......☆

"زوشاف میں ڈنر کے لیے جا رہی ہوں تم بھی آجاؤ۔" کشف نے دروازے سے ہی زوشاف سے کہا اور چلی گئی تو زوشاف بھی خود پر ایک نظر ڈالتی باہر کی جانب بڑھی اور ڈوپٹہ اوڑھنے کے چکر میں وہ سامنے سے آتے وجود سے غافل ہوتی بری طرح ٹکرائی تھی اور وہ جو اپنے موبائل میں بزی تھا اس ٹکر کی وجہ سے اس کا موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا اور اس نے غصے سے دیکھا تھا اور کچھ سخت سنانے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ اس حسین ملکوتی حسن پر نظر پڑتے ہی اس کے سارے الفاظ کہیں گم ہو گئے تھے کہ وہ حیرت سے یک ٹک اسے دیکھتا رہا جو کہ دم بخود تھی نظریں ملنے پر دونوں طرف ایسی ہلچل ہوئی تھی کہ دونوں ہی اس کیفیت سے باہر نکلنے سے انکاری ہو گئے تھے۔ نہ جانے کون سا جذبہ تھا جو دونوں کو اپنی گرفت میں بری طرح جکڑ چکا تھا کہ دونوں ہوش کی دنیا سے ناطہ توڑے صرف ایک دوسرے میں گم تھے۔

"ارے زوشاف! کیا ہوا! یہ ضوریز حسن ہے اور ضوریز یہ میری کزن۔" کشف کی آواز پر دونوں کچھ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے تو زوشاف کی نظر زمین پر گرے موبائل پر پڑی تو کشف نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

"ارے یہ کیا یہ تو ضوریز کا سیل ہے ناں۔" کشف نے موبائل پکڑا جو کہ کسی بڑے نقصان سے بچ گیا تھا صرف ہلکی سی خراش آئی تھی۔

"وہ یہ......"

"میرے ہاتھ سے پھسل گیا تھا ایکسکیوز می۔" زوشاف کی بات کاٹ کر وہ سپاٹ انداز میں کہتا ہوا چلا گیا اور زوشاف کچھ حیران ہوتی اس کی پشت کو دیکھنے لگی جو کہ مضبوط قدم اٹھاتا آگے جا رہا تھا اور زوشاف کو لگا تھا کہ اس کا دل بھی اس کے تعاقب میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا وہ اس طلسم میں خود کو قید ہوتا محسوس کر رہی تھی اس لیے جلدی سے اپنا دھیان کشف کی جانب لگا دیا جو کہ کہہ رہی تھی۔

"تم مائنڈ نہ کرنا، ضوریز اتنی جلدی کسی سے فرینک نہیں ہوتا۔ میری اور اس کی منگنی کو بھی دو سال ہونے کو ہیں بلکہ میں تو اس کی کزن بھی ہوں۔ پھر بھی اس کا انداز میرے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے۔"

"اٹس او کے کشف! میں نے کچھ کہا تم سے۔" زوشاف نرمی سے بولی۔

"مجھے لگا شاید تم نے اس کے روڈلی بیہویر پر مائنڈ کیا ہو۔ اینی ویز یہ تو بتاؤ تمہیں کیسے لگے ضوریز حسن۔" کشف مسکرائی تو زوشاف پھیکی سی ہنسی ہنس دی کہ ابھی اس نے ضوریز حسن کو دیکھا ہی کب تھا ابھی تو دونوں آنکھوں آنکھوں میں ہم کلام ہوئے تھے نظریں تو اس کی پرکشش آنکھوں سے ہٹی نہیں تھیں۔ جن کی انجانی سی لپک اس کے دل کے تار ہلا گئی تھی۔

"مجھے اب پتا لگا ہے کہ تم مجھے ان کی تصویر کیوں نہیں دکھاتی تھیں۔ مجھے تو لگتا ہے دنیا کا تمام حسن انہوں نے چرا لیا ہے۔ سنا تھا کہ پاکستانی مرد بہت خوب صورت ہوتے ہیں اب یقین آیا کہ واقعی میں بہت زیادہ۔" زوشاف کی آنکھوں کے سامنے وہ یوسف ثانی جیسا حسن رکھنے والا دوبارہ سے نمودار ہو گیا تھا۔

"بس بس زوشی اب نظر نہ لگا دینا۔" کشف شریر انداز میں مسکرائی۔

"نظر تو لگ گئی کشف! ایسی لگی ہے نظر کہ اب نظریں ان نظروں کی متلاشی رہنے لگی ہیں۔" وہ کہنا چاہتی تھی

مگر کہہ نہ سکی اور گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

☆......☆

"یہ کیا ہو گیا ہے۔ دل میں کیسا طوفان آ گیا ہے کہ میرا دل میرے اختیار سے باہر ہو رہا ہے۔ یہ جس راستے کی جانب لپک لپک کر جا رہا تھا وہ راستہ میری منزل نہیں۔ وہ منزل تو کشف کی ہے۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ میں نے ایسا تو نہیں چاہا تھا یا اللہ!" وہ ساری رات سکون سے سو نہ پائی تھی اس کی دھڑکنیں ساری رات ایک الگ ہی ساز بجاتی رہی تھیں وہ تو یہاں دل بہلانے آئی تھی اب ساری توانائیاں دل کو سنبھالنے میں صرف کرنے لگی تھی کیونکہ وہ حقیقت جانتی تھی کہ اس کے دل کا مطالبہ ناجائز ہے وہ دل کی اس حماقت میں اس کا ساتھ نہیں دے سکتی تھی۔

"ذوشاف! یہ کیا تم رات سے کمرے میں بند ہو۔ میں تمہیں پاکستان اس طرح کمرے میں بند رہنے کے لیے نہیں لے کر آئی۔

"یہ کیا بات ہے۔" کشف اس کے قریب بیڈ پر ٹک گئی تو وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے مسکرائی۔

"ایسی ویسی کوئی بات نہیں۔ ذرا تھکن اتار رہی تھی۔"

"چلو اب تو اٹھو، پھوپھو کئی بار تمہارا پوچھ چکی ہیں۔ ماما بھی تمہیں کال کرتی رہی ہیں مگر تمہارا نمبر آف جا رہا تھا۔"

"ہاں وہ تم نے جو سم دی تھی ابھی میں نے آن نہیں کی۔ ابھی کرتی ہوں۔ تم جاؤ میں فریش ہو کر آتی ہوں۔"

"او کے جلدی آنا پھر کہیں گھومنے کا پلان بناتے ہیں۔" کشف کہتے ہوئے اٹھی تو وہ سر ہلا گئی۔

"کشف!" اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے جاتی ذوشاف کی پکار پر اس نے پلٹ کر دیکھا۔

"وہ......وہ نیچے "وہ" بھی ہیں۔"

"کون؟" کشف سمجھی نہیں۔"

"وہ ضوریز۔" ذوشاف کو لگا تھا اس کے لبوں سے یہ نام مہکتے ہوئے پھولوں کی طرح اپنی خوشبو بکھیر گیا تھا اور اسے لگا تھا جیسے ساری کائنات گنگنا اٹھی تھی۔

"ضوریز وہ تو آفس سے نہیں آیا ابھی کیوں کیا تمہیں کوئی شکایت ہے۔"

"نہیں کشف! بس ایسے ہی تم چلو میں آتی ہوں۔" وہ جلدی سے کہہ کر واش روم میں گھس گئی۔

"تمہیں کیسے بتاؤں کشف! میں اس شخص کے سائے سے بچنے کی کوشش کر رہی ہوں جس کا سایہ مجھ پر ہو گیا ہے۔" وہ خود سے بولی پھر منہ ہاتھ دھو کر اس نے ایک نظر اپنے حلیے پر ڈالی کل کے پنک ڈریس میں ملبوس تھی اس نے دوپٹہ شانوں پر درست کیا اور اپنے براؤن بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹ کر کیچر میں جکڑا اور باہر آ گئی جہاں فرجاد، زیاد، کشف اور نویدہ بیگم بیٹھے تھے۔

"یہاں میرے پاس آؤ بیٹا! آپ نے تو صبح کی شکل نہیں دکھائی۔ لگتا ہے خوب جی بھر کر نیند پوری کی۔" نویدہ بیگم کے کہنے پر وہ ان کے ساتھ صوفے پر ٹک گئی اور سر ہلا گئی۔

"ذوشاف آپی! آپ تو کشف آپی سے بھی بور نکلیں۔ میں نے سوچا تھا کہ ہلہ گلہ کریں گے۔ کوئی پکنک وغیرہ مگر آپ نے تو ہوٹلنگ سے بھی جواب دے دیا۔ کون کہتا ہے آپ 23 سال امریکا میں گزار کر آئی ہیں۔ ارے اتنی سادگی تو ہمارے پاکستان میں بھی نہیں ملتی اب۔" زیاد کی بات پر وہ دھیمے سے مسکرا دی۔

"دراصل یہ ماموں کے زیر اثر رہی ہے اس لیے ویسے بھی بہت حساس ہے ذوشاف اچھے برے کی تمیز غلط

اور درست کی پیروکار۔"

"مجھے خود ذوشاف بہت پسند آئی ہے۔ لگتا ہی نہیں کہ وہ انگلش وومن کی بیٹی ہے۔" نویدہ بیگم نے
پسندیدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا جو محض مسکرا دی تھی۔

"السلام علیکم!" تبھی ضوریز حسن سلامتی بھیجتا اندر داخل ہوا تو ذوشاف اس کی آواز پر دم سادھے وہیں
جھکا گئی تھی جس سے وہ کل سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی اس کے یوں سامنے آجانے پر اس کے دل کی دھڑکن
ہو گئی تھی۔

"وعلیکم السلام! آج چائے یہیں پی لو تم بھی میں بھجواتی ہوں۔" نویدہ بیگم اٹھ کھڑی ہوئیں تو وہ فرجاد کے
ساتھ ٹک گیا اور بے اختیار اس جھکے چہرے کی طرف دیکھا جو کہ سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو مسل رہی تھی۔

"ضوریز! اگر تم برا نہ مانو تو کیا ہم سب آج ڈنر باہر کر سکتے ہیں۔"

"ہاں تو جاؤ۔ میں برا کیوں مانوں گا۔" وہ سپاٹ انداز میں کہتا کشف کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"ارے جناب! آپ کے ساتھ جانا چاہتے ہیں۔ فرجاد اور زیاد کے دوست کی برتھ ڈے پارٹی ہے۔ یہ
دونوں وہاں جا رہے ہیں اور تم ہمیں ڈنر کروانے لے جاؤ۔" کشف کی بات پر زیاد اور فرجاد نے چونک کر ایک
دوسرے کی طرف دیکھا پھر کشف کی طرف دیکھا جو کہ آنکھوں ہی آنکھوں میں ان کو چپ رہنے کی ہدایت دے
رہی تھی اور کشف کے اشارے ضوریز کی آنکھوں سے مخفی نہیں رہ سکے تھے۔

"جی بھائی چلو زیاد چلیں ہم۔" فرجاد نے اس کے کسی بھی سوال سے بچنے کے لیے جلدی سے کھڑا ہو کر زیاد
سے بولا تو وہ بھی جو کہ کشف کے اشارے سمجھ چکا تھا جلدی سے اٹھ گیا۔

"آرام سے بیٹھو واپس، جس دوست کی برتھ ڈے ہے معلوم ہے مجھے میں کمرے میں جا رہا ہوں، ماما سے
کہنا چائے وہیں بھجوا دیں۔" وہ اپنا کوٹ اپنے بائیں بازو پر ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا تو ذوشاف نے اس کے سرد انداز کو
محسوس کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا جو کہ اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا ذوشاف کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا تو
اس نے جلدی سے نگاہیں جھکا لیں۔

"اف ایک تو یہ ضوریز بھی ناں۔" کشف، زیاد اور فرجاد کی ہنسی دیکھ کر جل گئی۔

"جب آپ کو پتا ہے کہ وہ ان چیزوں کو پسند نہیں کرتے پھر بھی آپ۔ ویسے ایک بات ہے ہمیں اس چیز کی
پریشانی نہیں کہ بھائی شادی کے بعد بدل جائیں گے جو بندہ دو سال کی منگنی کے بعد نہیں بدلا وہ شادی کے بعد
کیسے..."

"دفع ہو جاؤ فرجاد! تم لوگ میرا ساتھ دینے کے بجائے مذاق اڑا رہے ہو۔ ایک تو زمانے بھر کا بورنگ،
سڑیل اور آدم بیزار بندہ اللہ نے میری قسمت میں لکھ دیا۔" کشف کی دہائی نے ذوشاف کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

"تم بھی مسکرا لو ذوشاف! اگر تمہاری ایسے بندے سے شادی ہو رہی ہوتی نہ تو تم......"

"خوشی سے مر جاتی میں۔" بے ساختہ ذوشاف کے منہ سے نکلا تھا تو تینوں نے چونک کر دیکھا جو کہ خفیف سی
ہو گئی۔

"مذاق کر رہی تھی میں۔" ذوشاف کے کہنے پر تینوں مسکرا دیے مگر اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑا ضوریز
حسن اس کی بات اس کے چہکتے لہجے پر بے ساختہ اس کی طرف دیکھنے لگا جو اپنے جملے کے اثر کو زائل کرنے کے
لیے کشف کو تنگ کر رہی تھی اور شاید اس کی نظروں کی تپش تھی یا انجانا سا احساس کہ وہ بھی پلٹ کر اس کی طرف

دیکھتے ہی جولہ اب اندر جا چکا تھا۔

☆......☆

"ویسے کشف! یہ تمہارے ضوریز حسن کچھ مغرور اور کھڑوس ٹائپ کے نہیں؟ دو دن ہو گئے مجھے یہاں آئے میں نے تو اسمائل بھی نہیں دیکھی ان کے چہرے پر۔ بس غصہ ہی دیکھا۔" ذوشاف، کشف کے پاس بیٹھتی ہوئی بولی کیونکہ ابھی رات کے کھانے کے دوران جب کشف اور فرجاد آپس میں بات کر رہے تھے تو ضوریز حسن نے دونوں کو جھاڑ کر رکھ دیا تھا۔ بھی نہیں سوچا تھا کہ کشف اس کی منگیتر ہے۔

"تم ڈنر والی بات کو دل پر لے کر بیٹھ گئی ہو۔ یار وہ تھوڑا سا غصے والا ہے اور کھانے کے دوران اسے بولنا پسند نہیں۔ ویسے ہمیں تو اس کے رویے کی عادت ہو گئی ہے۔ اس لیے کبھی فیل نہیں ہوا۔ تم ابھی پہلی مرتبہ ملی ہو اس لیے تمہیں زیادہ احساس ہو رہا ہے۔" کشف کی بات پر وہ سر ہلا کر ونڈو سے باہر لان میں دیکھنے لگی جہاں ضوریز حسن فون کان سے لگائے ٹہل رہا تھا۔ نہ جانے کیوں جب بھی وہ اس کی طرف دیکھتی تھی اس کا دل دھڑک جاتا تھا اور نگاہیں اس سے ہٹنے کو انکاری ہو جاتی تھیں اور جب وہ قریب ہوتا تو نظریں جھک جاتی تھیں اور اس کی سمت دیکھنے پر آمادہ نہ ہوتی تھیں۔ شاید بکھلنے کے خوف سے وہ ابھی تک اپنی کیفیت کو کوئی نام نہ دے پا رہی تھی بلکہ یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ وہ نظر انداز کر رہی تھی اپنے دل کی اس پکار کو جو اسے رات بھر بے چین رکھتی تھی۔ وہ گہرا سانس بھرتی فرجاد کی جانب متوجہ ہوئی جو حسب معمول کشف سے شکایتیں لگا رہا تھا۔

"اب کیا کر دیا ضوریز نے۔" نویدہ بیگم نے اس کی بحث سن کر اکتاہٹ سے کہا۔

"کچھ نہیں کہا آپ کے لاڈلے نے بس آپ ان کی فیور میں بولیں ہماری چاہے وہ جان لے لیں۔" اب کہ زیاد بھی جھنجلا اٹھا تھا۔

"کیا بک رہے ہو۔" نویدہ بیگم ناگواری سے بولیں۔

"آج 11 بجے عاطف اسلم کا کنسرٹ ہے اور ہم نے اتنی مہنگی ٹکٹس بھی خرید لیں۔ مگر صاحب بہادر ہیں کہ نہ جانے کی پرمیشن دے رہے اور نہ سو رہے ہیں۔ بندہ چوری چلا جائے۔ ہمارے سب دوست جا رہے ہیں۔ اگر ہم نہ جائیں تو کتنی شرمندگی ہوگی ہمیں۔ اب ہم ایف ایس سی کے اسٹوڈنٹ ہیں۔ کوئی چھوٹے بچے تو نہیں۔" فرجاد رو دینے کو تھا بلکہ زیاد نے تو جھوٹی موٹی کے آنسو صاف کرنے بھی شروع کر دیے تھے۔ جسے دیکھ کر ذوشاف مسکرا دی۔

"کشف بھابی! آپ جائیے ناں پلیز ان سے پرمیشن لے دیں۔" اب کے دونوں اس کی منت کرنے لگے مگر وہ کرنٹ کی طرح اچھلی تھی اور ذوشاف نے حیرت سے دیکھا۔

"نہ بابا نہ مجھے معاف رکھو۔ مجھے اپنی منگنی کو خطرے میں نہیں ڈالنا، ان کے خلاف جا کر۔ بھول گئے جب تم لوگوں کی برتھ ڈے پہ سفارش کی تھی ہیوی بائیک کے لیے۔ مگر آگے سے انہوں نے کیسے مجھے چپ کروایا تھا۔ ممانے تب ہی کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ کر لی تھی۔"

"بہت شکریہ اس سفارش کے لیے جو ابھی تک درمیان میں لٹک رہی ہے۔ ہم تو پچھتا رہے ہیں آپ کی منگنی ان سے کروا کر کوئی چالاک ادائیں دکھانے والی لڑکی ہوتی کم از کم ہمیں تو فائدہ ملتا۔" زیاد نے جل کر اپنی بھڑاس نکالی تو ذوشاف ہنس دی جب کہ نویدہ بیگم نے خشمگیں نگاہوں سے دیکھا۔

"فضول کی بکواس ہانکے جاؤ گے۔ ویسے بھی کوئی ٹائم ہے باہر جانے کا۔ دوسرا ساری رات وہاں رہو گے۔

میں سونے جارہی ہوں خبردار اگر مجھے تنگ کیا تو۔" وہ ان دونوں کو تنبیہہ کرتی چلی گئیں تو دونوں
پڑھے گئے اور کشف مسکراتی چائے بنانے چل دی۔
"میں کچھ کروں۔" ذوشاف کے دل کو کچھ ہوا ان کی اتری شکلوں کو دیکھ کر۔
"اب سوائے افسوس کے کچھ نہیں کر سکتیں ذوشاف جی! یہ ہمارے بھیا ہیں۔ ہم جانتے ہیں ان
پاپا کے کوئی نہیں منا سکتا اور وہ ان سے کبھی کچھ منواتے نہیں سوائے کشف بھابی سے منگنی کے۔"
بولنے پر وہ دو پل کو چپ ہو گئی پھر باہر نظر دوڑائی جہاں وہ ابھی بھی کال پر بزی تھا۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے
چل دی۔

"ذوشی! کہاں جارہی ہو۔ چائے بنادی ہے تمہارے لیے۔" کشف نے پوچھا۔

"تمہارے فیانسی کے پاس۔" وہ مسکرا کر بولتی ان تینوں کو چونکنے پر مجبور کر گئی۔ تینوں کی نظریں اس
گئیں۔ جہاں وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ضوریز حسن کی جانب بڑھ رہی تھی۔ ضوریز جو فون کال پر
اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کے خیال سے مڑا تھا اور ذوشاف حیدر کو اپنے روبرو پا کر دو پل کے لیے وہ بھی
تھا۔ پھر الوداعی الفاظ دہراتا وہ کال بند کر کے پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا جو اس کی نظروں کی
اپنے آنے کی وجہ بھی بھول گئی تھی اور نظریں جھکائے ہاتھوں کو مسلنے وہ کچھ بھی کہنے کی ہمت نہ پارہی تھی۔
اس کو گہری نگاہوں سے دیکھتا رخ موڑ کر ونڈو کے پار ان تینوں کو دیکھتے ہی سارا معاملہ سمجھ گیا تھا۔ وہ گہرا سانس
بھرتا اس کے قریب سے گزرتا آگے بڑھ گیا تو ذوشاف نے کب کا رکا سانس بحال کیا۔

"میں اس بندے کے سامنے کبھی نہیں بول پاؤں گی جس کی ایک سرسری نظر ہی مجھے ہلا کر رکھ دیتی ہے۔"
وہ خود سے بولتی اندر کی جانب بڑھی مگر اس کے قدم دروازے پر ہی ساکت ہوئے تھے جہاں ضوریز حسن کہہ رہا تھا۔

"یہ تم لوگوں کی سفارش کروانے کی عادت کب ختم ہوگی۔ جاؤ اب، پر جلدی واپس آنا اور آئندہ سے ایسا کچھ
سوچنا بھی مت۔"

وہ ان کو کہتا ان کے حیران اور ذوشاف کے الجھن آمیز تاثرات سے نظریں چراتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ
گیا۔

"ارے واہ ذوشاف جی! آپ نے تو کمال کر دیا۔ جو کام بھابی نہ کر سکیں وہ آپ نے کر دیا۔ بہت شکریہ۔"
دونوں خوشی سے چہکتے باہر کو بھاگے تو ذوشاف نہ جانے کیوں کشف سے نظریں چرانے لگی۔

"حیرت ہے، ضوریز مان کیسے گیا۔ کیا کہا تم نے۔" وہ ابھی تک حیرت میں تھی۔

"وہ میں نے تمہارا نام لیا کہ میں کزن ہوں اس کی، کیا کشف کے لیے بھی آپ نہیں مان سکتے تو وہ مان
گئے۔" نہ جانے کیوں وہ جھوٹ کا سہارا لے بیٹھی تھی۔

"واقعی، واؤ مجھے تو یقین نہیں آرہا ضوریز بھی ناں۔ مجھے پسند کرتے ہیں میری اہمیت کا اندازہ ہے ان کو مگر
منہ سے کبھی نہیں کہیں گے کچھ۔"

کشف خوش دلی سے مسکرائی تو ذوشاف کے چہرے پر بھی پھیکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی مگر اگلے لمحے ہی اس
پر گھڑوں پانی آ گرا۔ جب اس نے سر اٹھا کر اوپر ریلنگ کے پاس کھڑے ضوریز حسن کو دیکھا جو کہ اس کی طرف
ہی دیکھ رہا تھا ذوشاف شرمندگی سے سرخ ہوتی کچن کی جانب بھاگ گئی۔

"وہ کیا سوچ رہے ہوں گے کہ میں نے جھوٹ کیوں بولا اور یہ تو مجھے بھی سمجھ نہیں آئی کہ میں نے جھوٹ

کیوں بولا۔ مجھے کس چیز کا ڈر تھا۔ سب کی بات نہ ماننے والا میری خاموشی پر مان کیسے گیا ہے کیوں؟" وہ ان سوچوں میں الجھ گئی۔

☆......☆

وہ تھکا ہارا آفس سے آیا تو اس کا موڈ فل نیند لینے کا تھا۔ کیونکہ حسن شیرازی بھی یہاں نہیں تھے اس لیے اسے ہی دو دو آفس کو دیکھنا پڑ رہا تھا۔ وہ کوٹ کو بازو پر ڈالتا ابھی دوسری سیڑھی پر تھا کہ کشف کی پکار پر رکنا پڑا تھا جو کہ ریڈ سوٹ میں ملبوس کہیں جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔

"ہمارا پلان ڈنر باہر کرنے کا تھا۔ اس لیے آج ڈنر نہیں بنایا۔ کیا آپ چلیں گے ہمارے ساتھ۔" کشف کی بات پر اس کے چہرے پر بےزاری کے تاثرات صاف دیکھے جا سکتے تھے کہ ایک تو وہ ہوٹلنگ کو پسند نہیں کرتا تھا اور دوسرا اس ٹائم اس کا موڈ لمبی تان کر سونے کا ہو رہا تھا۔ اس لیے انکار کرنے لگا کہ اس کی اگلی بات سن کر ارادہ بدل گیا۔

"وہ ذوشاف کو بھی آئے اتنے دن ہو گئے وہ بھی جا رہی تھی۔

"او کے میں فریش ہو کر آتا ہوں۔" وہ کہتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تو کشف دل ہی دل میں اپنی اہمیت کا سوچتی مسکرا دی اور جب وہ دس منٹ بعد بلیک ڈریس میں بازو کہنیوں تک فولڈ کیے ایک ہاتھ میں موبائل پکڑے دوسرے ہاتھ سے گھڑی باندھتا ان کے سامنے آیا تو ذوشاف کے دل کی دھڑکنیں ایک الگ ہی ساز بجانے لگیں جو ساز شاید ضوریز کے کانوں تک بھی چلا گیا تھا اس لیے اس کی پہلی نگاہ اٹھی تو اس پر ہی پڑی جو کہ بلیو ڈریس میں اس کی نظروں کو اپنے قابو میں کر چکی تھی۔ یہ نگاہوں کا کھیل دونوں کو ہی ہوش کی دنیا سے بیگانہ کر گیا تھا۔

"چلیں۔" کشف کی آواز دونوں کو حقیقت کی دنیا سے ہم کلام کروا گئی تو ضوریز بمشکل اس کے چاندنی بکھیرتے چہرے سے نظریں چراتا آگے بڑھ گیا۔

"تمہارے بابا کا کب تک موڈ ہے واپسی کا۔ مجھے تو ٹال رہے ہیں وہ مسلسل کبھی آج کبھی کل۔" گاڑی میں بیٹھتے ہی نویدہ بیگم نے ضوریز سے کہا۔ وہ ذوشاف کے ساتھ پیچھے بیٹھی تھیں جب کہ کشف ضوریز کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر اور فرجاد اور زیاد اپنی گاڑی میں تھے۔

"میری آج بات ہوئی ہے ان سے۔ کل تک آ جائیں گے۔ اب دوستوں کے ساتھ شکار پر نکلے ہیں کچھ وقت تو بتائیں گے ناں۔" انہوں نے سر ہلا کر ذوشاف کو دیکھا جو گم صم اپنے ہاتھوں پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔

"لگتا ہے ذوشاف بیٹی کا دل نہیں لگ رہا یہاں۔ کافی دنوں سے پریشان سی نظر آ رہی مجھے۔"

"نہیں تو آپ کو ایسے ہی لگا آنٹی۔" وہ حقیقتاً ٹپٹا گئی۔

"مجھے پتا ہے پھپھو یہ اپنی ماما کو مس کر رہی ہے ذوشی تم انہیں کال کر لو۔" کشف نے مشورہ دیا۔

"ہاں کروں گی۔"

"حسن آ جائیں پھر گھومنے پھرنے کا پروگرام بناتے ہیں۔ دیکھنا تمہیں اس قدر پاکستان پسند آئے گا کہ تمہارا دل لگ جائے گا یہاں۔ یہاں سے جانا تمہارے لیے مشکل ہو جائے گا۔" نویدہ بیگم کی بات پر اس کی نظر بےساختہ ضوریز حسن کی طرف اٹھی جس کی مکمل توجہ ڈرائیونگ پر تھی اس کا بوجھل دل اور بوجھل ہو گیا تھا۔

"یہاں سے جانا تو ابھی سے ہی مشکل لگ رہا ہے یہاں دل بہلانے آئی تھی مگر دل لگانے ... رات بے چینی میں جی رہی ہوں۔ میرا دل لگنا کسی کا دل اجاڑ دے گا۔" اس کی آنکھوں کی نمی دو... رہ سکی تھی جو کسی کو بری طرح ڈسٹرب کر گئی تھی۔

ذوشاف اسی گم صم انداز میں گاڑی سے اتری اور چل دی کہ آگے سے آنے والی بائیک سے ... ٹکرائی تھی اور بائیک کا ٹائر اس کی ٹانگ کو زخمی کرتا اسے بری طرح زخمی کر گیا تھا کچھ اتنے دنوں کا ... تکلیف وہ وہیں سڑک پر بیٹھ کر رونے لگ گئی تھی اور ضوریز جو جلدی سے گاڑی سے اتر کر اس کی طرف ... اسے تکلیف سے روتے اور اس کی ٹانگ سے نکلتے خون کو دیکھ کر وہ اس بائیک والے کی طرف غصے سے ... ایک زور کا گھونسا اس کے منہ پر مار دیا کہ اس کے ناک سے خون کی لکیر نکل پڑی۔ اس کے شدت پسند ... دیکھ کر ذوشاف بھی چونک کر دیکھنے لگی جو اس پر مکے برسا رہا تھا اور ساکت کھڑی نویدہ بیگم نے جلدی سے ... روکا تھا مگر وہ تھا کہ کسی صورت اپنے اشتعال پر قابو نہ پا رہا تھا۔

"ضوریز بیٹا! چھوڑو اسے کیا جان لو گے اس کی، غلطی سے ہو گیا سب چلو ذوشاف کو ہاسپٹل لے کر چلو ... ہے کسی بڑے نقصان سے بچ گئے۔" نویدہ بیگم کے کہنے پر اس نے بمشکل خود پر ضبط کیا اور گاڑی کی طرف ... جہاں کشف سہارا دے کر ذوشاف کو اندر بٹھا چکی تھی۔

☆......☆

ٹانگ پر چوٹ آنے کی وجہ سے ڈاکٹر نے اسے تین دن بیڈ ریسٹ کا کہا تھا اور وہ تین دنوں سے اپنے کمرے کی ہو کر رہ گئی تھی مگر زیاد، فرجاد اور کشف اسے فل ٹائم کمپنی دے رہے تھے۔ نویدہ بیگم بھی دن میں چار سے پانچ چکر لگاتی تھیں مگر جس بندے کا انتظار اس کا دل اور آنکھیں کر رہی تھیں۔ اس نے ایک دفعہ بھی اس کے کمرے میں جھانک کر نہیں دیکھا تھا اور یہ بے نیازی اسے گھائل کر رہی تھی کہ ایک مہمان کی حیثیت سے بھی اس نے ذوشاف کا حال پوچھنا گوارا نہیں کیا تھا۔ وہ ضوریز حسن کے بارے میں سوچتی گم صم لیٹی تھی کہ دروازے سے اندر آتی کشف اور اس کے پیچھے آتے ضوریز حسن کو دیکھ کر وہ دم بخود رہ گئی تھی۔ جسے دیکھنے کی دعائیں اس کا دل تین دن سے کر رہا تھا۔ اسے اپنے کمرے میں پا کر وہ ساکت ہو گئی تھی اور نظریں جھک کر سلامی پیش کرنے لگیں۔

"اب کیسی طبیعت ہے ان کی۔" وہ جو اٹھ کر بیٹھ گئی تھی اس کی لاتعلقی پر کٹ کر رہ گئی اور آنکھیں پانی سے جھلملانے لگیں اتنی بے رخی کہ وہ اسے مخاطب کرنے سے بھی گریز کر رہا تھا۔

"اب تو ٹھیک ہے ذوشی! ہے ناں ذوشی۔" کشف نے اس کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔

"ذوشی! کیا ہوا تم رو رہی ہو۔" کشف حیرت زدہ ہو کر اس کی طرف بڑھی۔ ضوریز بھی اس کے آنسوؤں سے پریشان ہوا تھا۔

"کشف اگر ان کو تکلیف ہو رہی ہے تو اسپتال لے چلتے ہیں۔" اس کے آنسو ضوریز حسن کے دل پر گر رہے تھے مگر وہ سر نفی میں ہلا گئی۔

"آپ کو کیسے میری تکلیف کا احساس ہو سکتا ہے ضوریز! وہ تکلیف جو آپ کی بے نیازی اور اجنبیت کی وجہ سے ہو رہی ہے آپ کا یہ انداز، آپ کو ذرا احساس نہیں ہو رہا کہ میں کس اذیت سے گزر رہی ہوں۔" اس کی

پرشکوہ نگاہیں اس کی سمت اٹھی تھیں اور ان آنکھوں کا درد اور شکایت ضوریز کو نگاہ چرانے پر مجبور کر گئے تھے۔

"کچھ نہیں کشف! میں سونا چاہتی ہوں مجھے نہیں پتا مجھے رونا کس بات پر آرہا ہے۔ اپنی تکلیف پر یا کسی کی دی ہوئی تکلیف پر۔" ضوریز حسن کا ابھی انداز اسے ہرٹ کر گیا تھا وہ لیٹ کر کمبل سر تک تان گئی۔ ضوریز حسن جو اس کی بات پر لب بھینچ گیا تھا لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا تو کشف بھی اس پر ایک نگاہ ڈالتی چلی گئی۔ ذوشاف ان کے جانے کا یقین کر کے اٹھی اور پھر سے رونے میں مشغول ہو گئی۔

"مجھے یہاں سے جانا ہوگا۔ ورنہ میں اپنے دل کا درد برداشت نہیں کر پاؤں گی۔ تم سے بھی شکایت کیسی ضوریز حسن، یہ میرا خود کا لیا گیا درد ہے اور مجھ اکیلی کو ہی اسے برداشت کرنا ہے۔" دل ہی دل میں وہ عہد کرنے لگی تھی۔

☆......☆

"اب کیسی طبیعت ہے ذوشاف کی؟" کشف چائے بنا کر لائی تو نویدہ بیگم نے اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں بتا رہی۔ صرف روئے چلی جا رہی ہے مسلسل اور ایک ہی رٹ کہ مجھے واپس جانا ہے۔" کشف نے ضوریز حسن کو چائے کا کپ پکڑاتے ہوئے افسردگی سے کہا تو ضوریز حسن بے چین ہوا تھا۔

"لگتا ہے اپنی ماں کو مس کر رہی ہے۔ اگلے ماہ تو سب پاکستان آرہے ہیں یہ کن کے پاس جا کر رہے گی۔" نویدہ بیگم کی بات پر کشف نے ان کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مارٹن آنٹی کا تو کوئی پتا نہیں کہ وہ کہاں رہ رہی ہیں آج کل ان کا نمبر بھی آف جا رہا ہے۔ میں نے بھی کہا کہ ماما لوگ یہاں آرہے ہیں مگر وہ بضد ہے کہ میں اکیلی رہ لوں گی مگر مجھے ہر حال میں واپس جانا ہے۔"

"ضوریز چائے تو پی لو۔" ضوریز حسن جو کہ چائے کا کپ وہیں رکھ کر اٹھا تھا نویدہ بیگم کے کہنے پر سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں ماما! موڈ نہیں۔" اس کا دل یکدم ہر چیز سے اچاٹ ہوا تھا حالانکہ اس نے خود کشف سے چائے کا بولا تھا۔ اس کا دل سکوت اختیار کر گیا تھا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ ایک اضطراب تھا جس نے اسے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔

ذوشاف جو کشف کے لاکھ سمجھانے، فرجاد اور زیاد کی منتوں اور نویدہ بیگم کے پیار بھرے لہجے پر بھی اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹی تھی۔ اب اپنی ٹانگ کے ٹھیک ہونے کا انتظار کر رہی تھی تاکہ وہ ٹکٹ کنفرم کروا سکے۔ ابھی بھی کشف اس سے ناراض ہو کر گئی تھی۔ جس نے اسے شادی کا بھی بتایا تھا کہ اگلے ماہ سب پاکستان آرہے تھے اور ضوریز اور کشف کی شادی کا پلان تھا۔ یہ سن کر ذوشاف نے اپنے ارادے کو اور مضبوط کر لیا تھا، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کا یہاں رہنا اس کے لیے اب ٹھیک نہیں تھا جو سرکش جذبات اس کے دل میں اٹھ رہے تھے وہ ضوریز حسن کو کسی اور کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سے وہ جو رخ موڑے لیٹی تھی کشف کی موجودگی کا خیال کرتے ہوئے بولی۔

"پلیز کشف! مجھے نہیں رہنا اب پاکستان۔ تمہاری شادی ابھی بہت دور ہے تب تک میں آنے کی کوشش کروں گی۔ ویسے بھی اگر میں نہ بھی آئی تو کون سا تمہاری شادی رک جائے گی۔" آخر میں وہ اپنے لہجے کو بشاش بناتے ہوئے بولی۔ مگر دوسری جانب مکمل خاموشی کو پا کر وہ حیرانگی سے پلٹ کر دیکھنے پر مجبور ہو گئی مگر اپنے

سامنے ضوریز حسن کو پا کر وہ ہم بخود رہ گئی۔ جو کہ گہرا سانس بھرتا اس کے نزدیک بیڈ پر ہی ٹک گیا تھا اور اس کی اپنے نزدیک موجودگی سے کچھ حواس باختہ ہو گئی تھی۔ اس نے ٹائم دیکھا جہاں رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ وہ اس ٹائم ضوریز کی موجودگی کا تصور بھی نہ کر سکتی تھی۔

"آ... آپ..."

"تم جانتی ہو تمہارے اس فیصلے نے کتنی تکلیف دی ہے یہاں...... یہاں تکلیف ہو رہی ہے، بہت زیادہ..." وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل پر رکھتا اسے ششدر کر گیا۔

"مجھے بدل کر، میرے اندر ایک انوکھا احساس جگا کر جو میں نے اٹھائیس سالوں میں کبھی محسوس نہیں کیا... کبھی کسی چہرے نے مجھے اپنی گرفت میں یوں نہیں جکڑا۔ کبھی کسی کے آنسوؤں نے وہ تکلیف نہیں دی... تمہارے آنسوؤں نے دل میں درد جگایا ہے کہ راتوں کو جاگنے لگا ہوں، پہلی دفعہ کسی کا چہرہ راتوں کا ہم [سفر بنا] ہے۔ کسی کا خیال دھیان میں آ کر من آنگن میں پھول کھلا دیتا ہے۔ میں تمہارا نام لبوں سے ادا کرتا ہوں تو [لگتا] ہے پوری کائنات انوکھے ساز بجانے لگی ہے۔ دل نے اس قدر زور و شور سے تمہاری طلب کی ہے کہ سانس [بھی] لیتا ہوں تو سانسیں صرف تمہارا ورد کرتی ہیں اور تم اس حال میں چھوڑ کر جانے کا کہہ رہی ہو۔ اس قدر ظلم کیوں؟"

اس کا لہجہ بوجھل ہو رہا تھا اور ذوشاف ان انکشافات پر دم سادھے بیٹھی تھی۔ اسے لگتا تھا کہ سماعتوں میں کوئی رس گھول رہا تھا۔ ضوریز حسن کا اظہار اسے ساکت کر گیا۔ وہ جسے اپنے رب سے بھی مانگنے پر جھجک رہی تھی کہ وہ کسی اور کا ہے اب رب نے بنا مانگے اس کی جھولی میں ڈال دیا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بے اختیار ہوتے چھلک پڑے تھے، جن کو ضوریز نے نرمی سے اپنی محبت کا مان بخشا تھا اور ان کو بے مول ہو کر گرنے سے بچا گیا تھا۔ وہ نڈھال ہوتی اس کے شانے سے لگ گئی۔ جس اظہار کو سننے کے لیے اس کی سماعتیں کب سے انتظار کر رہی تھیں جسے قریب سے دیکھنے کے لیے اس کی آنکھیں بے تاب تھیں، جسے محسوس کرنے کے لیے جس کی قربت کی خواہاں تھی آج سب مل رہا تھا اور وہ نہ تو خوش ہو پا رہی تھی اور نہ اپنی زبان سے اقرار کر پا رہی تھی۔

"میری بے رخی پر کڑھنے اور رونے والی آج میرے پیار کے اظہار پر بھی رو رہی ہے۔ میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا۔" ضوریز نے نرمی سے اسے اپنے سامنے کیا تو وہ اس کی طرف دیکھنے لگی جو جذبے لٹاتی آنکھوں سے متوجہ تھا۔

"وہ کشف وہ شادی۔" ضوریز اس کی الجھن کی ڈور کو سمجھ کر گہرا سانس بھر کر بولا۔

"یہ کوئی پریشانی والی بات نہیں، میرا اور کشف کا رشتہ گھر والوں کی مرضی سے ہوا تھا اور میرا اس کے ساتھ کوئی قلبی لگاؤ نہیں۔ میں بات کروں گا سب سے۔ میرے خیال میں سب اس سچویشن کو سمجھیں گے اور ویسے بھی کشف بہت اچھی اور میچور گرل ہے وہ ہمیں آسانی سے انڈرسٹینڈ کر سکے گی جب میرے دل میں اس کے لیے کوئی Feelings ہی نہیں تو پھر اسے سچ بتانا ضروری ہے۔"

"باقی سب کیا سوچیں گے۔" اس کی سوئی ابھی بھی وہیں اٹکی تھی اور وہ دیکھ کر رہ گیا کہ ساری عمر امریکا میں گزارنے والی بھی اس قدر حساس ہے۔

"دیکھو تم اپنے دل پر کوئی ندامت کا بوجھ نہ لو کہ تمہاری وجہ سے یہ رشتہ ٹوٹ رہا ہے سب عقل مند ہیں۔ میں ہینڈل کر لوں گا۔ تم پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ تھوڑا سا شاک تو لگے گا بٹ آئی مینیج اٹ۔" وہ نرمی سے اس کے ہاتھ سہلاتے ہوئے پر یقین لہجے میں بولا تو ذوشاف نے سر ہلا دیا۔

"تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں ناں، میں شادی جلد کرنا چاہتا ہوں کیونکہ بہت سال رہ لیے اکیلے۔ اب تو بیڈ

روم بھی کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے اور اوپر سے تم نے راتوں کی نیندیں اڑا دی ہیں۔" ضوریز کی گہری نظر معنی خیز بات اسے لال ٹماٹر کر گئی وہ سرخ ہوتی پلکیں جھکا گئی۔

"مجھے نہیں پتا تھا تم اتنی شرمیلی ہو، مجھے تو ابھی تک یہ یقین نہیں کہ تم امریکا سے آئی ہو۔"

"کیوں آپ کو کیوں نہیں لگتا۔"

"جس طرح شرم کی پوٹلی بن کر سٹ رہی ہو مجھے تو اپنا مستقبل خطرے میں لگ رہا ہے۔ تم تو جلدی ہاتھ میں ہی نہیں آیا کرو گی۔" اس کی معنی خیزیت اسے کانوں کی لوؤں تک سرخ کر گئی وہ مسکراہٹ دباتی شرم سے اسے گھور بھی نہ پائی جو کہ اس کی حالت کو دیکھتا ہنس رہا تھا۔

"میرے خیال میں مجھے چلنا چاہیے۔ یہاں زیادہ دیر رکنا تمہیں مہنگا پڑ سکتا ہے۔" وہ اپنی بہکتی نظروں اور اٹھتے جذبوں کو دباتا اس کے چہرے پر بھرپور نگاہ ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کل پاپا آ رہے ہیں۔ پہلے ان سے بات کروں گا اور میرے خیال میں ان سے بات کر کے کسی اور سے بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔"

"کیا میں کشف سے بات کروں۔" ذوشاف کے کہنے پر وہ کندھے اچکا گیا۔

"کرنا چاہتی ہو تو کر لو ویسے کہو گی کیا میں بھی تو سنوں۔" وہ شریر ہوا تھا۔ اس کے منہ سے اعتراف سننا چاہتا تھا۔ ذوشاف اس کی شرارت سمجھ کر جھینپ گئی۔

"بتا بھی دو، ویسے تمہیں کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ مجھے سامنے پا کر جو تمہارے چہرے پر رنگ اترتے ہیں وہی سمجھانے کو کافی ہیں۔"

"اچھا اب جائیں کشف کئی دفعہ اس ٹائم میرے کمرے میں آ جاتی ہے۔" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی بول اٹھی کیونکہ جب سے اسے چوٹ آئی تھی کشف رات کو اس کے کمرے میں ضرور آتی کہ اسے کسی چیز کی ضرورت نہ ہو۔

"تو اچھا نہیں کسی کو بتانے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔" ضوریز حسن جیبوں میں ہاتھ ڈال کر بولتا اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔ اسے نگاہوں کے رستے دل میں اتارتا وہ چلا گیا تو ذوشاف ہنس دی۔ اتنے دنوں کی بے چینی کو قرار آ گیا تھا۔

"اپنی خوش قسمتی کہوں کہ کشف کی بدقسمتی۔" یہ سوچ اسے افسردہ کر گئی۔

"انسان جیسا سوچتا ہے ویسا ہی ہو یہ ہر کسی کے ساتھ نہیں ہوتا، کچھ لوگ تقدیر کے ہاتھوں اتنے مجبور ہو جاتے ہیں کہ ان کا چاہنا ان کی مرضی سب بے بس نظر آتی ہے۔ ذوشاف کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہوا تھا وہ ساری رات مستقبل کے سپنے دیکھتی جب حقیقت کی صبح سے نظریں ملانے کو اٹھ کھڑی ہوئی تو اسے ہوش آیا کہ انسان تو کچھ مجبوریوں کا ہمیشہ غلام رہا ہے۔ یہ رشتے احساسات انسان کو ہمیشہ کمزور کر دیتے ہیں۔ کشف کے والدین اور حنان رات کی فلائٹ سے آ رہے تھے اور حسن شیرازی بھی آ چکے تھے۔ اس لیے سب شادی فائنل کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ ذوشاف جب کشف سے بات کرنے بیٹھی تو اس کی باتوں اور شادی کے نام پر پھیلتے رنگوں نے اسے ساکت کر دیا تھا۔

"میں بہت خوش ہوں ذوشی! جسے چاہا اسے پا لینا قسمت والوں کے ساتھ ہوتا ہے اور میں بھی خوش قسمت ہوں کہ اگلے ماہ میں بھی ضوریز کو پا لوں گی۔ یو نو جب ہمارا رشتہ ہوا تھا تو ضوریز نے کہا تھا کہ میری نیچر اور ٹائپ

ایسا ہے کہ شاید میں آپ کو اتنا خوش نہ رکھ سکوں۔ پر میں نے کہا تھا آپ جیسے بھی ہیں مجھے قبول ہیں، کیونکہ مجھے یقین ہے خود پر کہ میں آپ کو بدل دوں گی۔ میری محبت ان کے دل کو بھی اپنا بنا دے گی۔"

"اور اگر وہ تم سے شادی سے انکار کر دیں۔ میرا مطلب کہ تم نے بولا ناں کہ وہ خوش نہیں تھے اس لیے" ذوشاف کے سوال پر کشف نے ایک پل کے لیے اسے دیکھا جو اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"ایسا میں نے کبھی سوچا ہی نہیں۔ کیونکہ یہ سوچ کے ہی میری جان نکل جاتی ہے کہ اگر ضوریز نہ مانا تو؟ میں نے دن رات سوچا ہے اسے۔ اب تو اس کے بنا ایک پل ممکن نہیں۔ پر مجھے گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ صرف میرا ہے اور ویسے بھی اب تو صرف ایک ماہ رہ گیا شادی میں اور میری تو دھڑکنیں تب سے الگ ہی ساز بجا رہی ہیں اف ذوشی میں بہت خوش ہوں۔"

ذوشاف کا دل بند ہو رہا تھا۔

"ویسے تمہیں آج کیسے یہ پوچھنے کا خیال آ گیا۔" کشف کی بات پر وہ گڑبڑائی۔

"نہیں ویسے ہی تم نے کبھی اس موضوع پر بات نہیں کی اس لیے۔"

"او اچھا یہ بتاؤ ان میں سے کون سا ڈریس زیادہ پیارا ہے۔ یو نو ضوریز کو بلیک اور پنک کلر بہت پسند ہیں اور میں ان کے ساتھ ایئرپورٹ جا رہی ہوں ماما پاپا کو ریسیو کرنے۔" ذوشاف نے دیکھا وہ بلیک اور پنک کلر کے ڈریس اپنے ساتھ لگائے کھڑی تھی۔ ذوشاف کو آج سمجھ آئی تھی وہ یہ دو کلر کیوں زیادہ پسند کرتی تھی اس کی ڈریسنگ کی ہر چیز میں یہ دو کلر لازمی ہوتے تھے۔ ذوشاف نے غور سے اس کے چہرے پر ضوریز کے نام کے پھیلتے رنگوں کو دیکھا تھا اس کے ان بکھرے رنگوں کو وہ کیسے چرا سکتی تھی۔

"یہ اچھا ہے میں آتی ہوں۔" ذوشاف نے دھندلی آنکھوں سے ایک ڈریس کی طرف اشارہ کیا اور اپنے کمرے میں آ کر وہ بیڈ پر بیٹھ کر زار و قطار رو دی۔

"میں کیسے ایک بہن کا دل اجاڑ کر اپنا بسا لوں، کیسے اس کے چہرے پر بکھرے رنگوں کو چھین کر اپنے چہرے پر لگا لوں۔ اپنی زندگی میں بہار کو لانے کے لیے اس کی زندگی کو ہمیشہ کے لیے خزاں میں چھوڑ دوں۔ میں اتنی ظالم کیسے بن سکتی ہوں۔ میں اس کا دل برباد نہیں کر سکتی۔ اس کی خواہشوں، اس کے خوابوں پر اپنے خوابوں کا محل کیسے بنا سکتی ہوں۔ نہیں میں پاپا آپ جیسی ہوں۔ میں رشتوں کو دکھ دے کر اپنی خواہشوں کا تاج محل نہیں بنا سکتی۔ میں کشف، ثرالے آنٹی، حنان اور امتیاز ماموں کا سامنا کیسے کر پاؤں گی جنہوں نے پاپا کے مرنے کے بعد مجھے سنبھالا۔ میری ہر چھوٹی سے چھوٹی خوشی کا خیال کیا۔ نہیں میں ان کا اعتبار نہیں توڑ سکتی مجھے روکنا ہو گا خود کو ضوریز کو اور اپنے دل کو۔" وہ آنکھوں سے آنسو صاف کر کے سر نفی میں ہلاتی اپنے دل میں اٹل فیصلہ کر گئی تھی اور پھر اگلے دن وہ اپنا فیصلہ لے کر ضوریز کے سامنے کھڑی تھی، جو کہ اس کے تاثرات پر کچھ الجھن زدہ تھا۔

"کیا بات ہے بولو۔"

"وہ آپ انکل سے بات مت کریں۔ مجھے شادی نہیں کرنی آپ سے۔" آخر کار اس نے ہمت کر ہی لی تھی جب کہ ضوریز کچھ حیرت زدہ رہ گیا تھا۔

"کیا مطلب تمہارا، میں سمجھا نہیں کہنا کیا چاہتی ہو تم۔"

"وہی جو آپ نے سنا۔ میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی۔"

"یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ کیوں نہیں کر سکتیں۔ ایک رات میں ایسا کیا ہو گیا کہ آپ اس فیصلے پر آ گئیں کہ آپ

کو مجھ سے شادی نہیں کرنی۔" اب کہ وہ چبا چبا کر بولتا تیز لہجے میں بولا تھا اور وہ سر کو جھکا گئی تھی۔

"ذوشاف! جو بات ہے وہ بتاؤ مجھے۔"

"کشف آپ سے بہت محبت کرتی ہے۔"

"اور تم کیا نہیں کرتیں؟" ضوریز کی بات پر وہ لب کاٹنے لگی تو ضوریز نے اس کو کندھوں سے تھام کر اپنے قریب کیا۔

"مجھے اندازہ ہو رہا ہے تمہاری کیفیت کا، جو تم سوچ رہی ہو مگر صرف یہ دیکھو کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، نہ تم میرے بغیر رہ سکتی ہو اور نہ میں۔ ٹھیک ہے کشف کو اس رشتے سے کوئی دلی لگاؤ ہو گا مگر وہ وقت کے ساتھ ساتھ ٹھیک ہو جائے گی۔ ویسے بھی وہ عقل مند ہے آئی ہوپ اس بات کو انڈراسٹینڈ کرے گی کہ وہ اس انسان کے ساتھ کبھی خوش نہیں رہ سکے گی، جس کے دل میں کسی اور عورت کا ڈیرا ہو یہ کوئی عورت بھی برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کے شوہر کے دل میں کوئی اور ہو اور اس طرح کی زندگی جینے سے بہتر ہے کہ ابھی اسے سب بتا دیا جائے تا کہ ابھی کے دو گھونٹ صبر کے آنے والی زندگی کی اذیت کو ختم کر دیں گے۔" ضوریز نے اسے بہت نرمی سے سمجھایا مگر جب اس کا سر نفی میں ہلا تو ضوریز کے ماتھے پر تیوریاں صاف نظر آ سکتی تھیں۔

"وہ مر جائے گی۔ میں کیسے کسی کا گھر اجاڑ کر اپنا بسا سکتی ہوں۔"

"مجھے ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں، کیونکہ میرے نزدیک کسی کو دھوکا دینے سے بہتر ہے کسی کو سچ بتا دیا جائے تا کہ نہ آپ کل کو پچھتاؤ اور نہ دوسرا۔ میں ابھی پاپا سے بات کرنے جا رہا ہوں۔ مجھے ہر حال میں تم سے صرف تم سے شادی کرنی ہے ذوشاف حیدر۔" ضوریز اٹل لہجے میں کہتا جانے لگا مگر ذوشاف نے اس کا ہاتھ پکڑ کر نہ صرف روکا تھا بلکہ اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"آپ کسی سے کوئی بات نہیں کریں گے اور اگر آپ نے کی تو میں انکار کر دوں گی بلکہ واپس چلی جاؤں گی۔ تا کہ یہ سارا سلسلہ ہی ختم ہو جائے۔"

"کیا یہ تم کہہ رہی ہو مجھے یقین نہیں آ رہا۔" وہ بے یقینی سے دیکھتا حیرت زدہ رہ گیا جو نظریں چرا رہی تھی۔

"ذوشاف! تم ایسا کچھ نہیں کرو گی، تم کشف کی وجہ سے یہ سب کر رہی ہو ناں تو آئی پرامس تم پر کوئی بات نہیں آنے دوں گا۔ میں محبت سے زیادہ تمہاری عزت کرتا ہوں اور تمہاری عزت کسی کی نگاہوں میں مجروح نہیں ہونے دوں گا۔" اب کہ وہ نرمی سے بولا۔

ذوشاف خود کو کوسنے لگی کہ وہ کس قدر اسے ہرٹ کر رہی تھی۔ وہ جو خود کو مضبوط ثابت کر رہی تھی اب خود بھی پگھلنے لگی تھی۔

"آپ مجھے سمجھنے کی کوشش کریں۔ میں آزاد فضاؤں میں رہنے والی ہوں اس طرح پاکستان کے ماحول میں نہیں رہ سکتی۔ اس طرح گھر کی پابندیوں سے بھی مجھے الجھن ہوتی ہے اور دوسری بات میں کشف کو دھوکا نہیں دے سکتی۔ پھوپھو انکل کو جنہوں نے میرے بابا کا ساتھ دیا مجھے اتنا پیار دیا میں ان کی نظروں سے گر نہیں سکتی۔ میں کیسے کسی کے آنسوؤں پر اپنی خوشیوں کے محل کھڑے کر سکتی ہوں۔" اب کے اس کے نین بھی پانی سے بھر چکے تھے مگر وہ خود کو ثابت قدم رکھنے کے لیے ہلکان ہوئی جا رہی تھی۔ ورنہ اس محبت سے منہ موڑنا اس کے لیے بھی تکلیف دہ تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا ذوشاف! تم صرف اندازے لگا رہی ہو، وہم ہیں تمہارے۔ سب لوگ تم سے پیار

کرتے ہیں۔ وہ تمہیں برا نہیں سمجھیں گے۔ ہماری بات کو وہ اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنائیں گے۔ وہ ہرامیں کبھی ہوں ہاں کہ میں تم پر کوئی الزام نہیں آنے دوں گا۔ یہ سارا کچھ اپنی مرضی اور اپنی خواہش کے تحت کروں گا۔ تم آزاد فضاؤں کی پیاسی ہو مگر تمہارے پاس یہ نازک دل ہے۔ احساسات ہیں تم جب سب کا سوچ سکتی ہو تو اپنے دل کا کیوں نہیں۔ میرا اور ہماری محبت کا کیوں نہیں۔ جھٹک دو سب کچھ، صرف ہماری فکر کرو۔ باقی سب ٹھیک ہو جائیں گے کچھ ماہ بعد مگر ہم ساری زندگی اس جوگ میں جی نہیں پائیں گے کچھ تو احساس کرو تم۔"

ذوشاف کے آنسو صاف کرتا وہ اسے کمزور کر رہا تھا مگر وہ اپنا دل بسا کر کسی کا اجاڑنے کی ہمت خود میں نہ پا رہی تھی اس لیے ان کمزور لمحوں کی گرفت سے نکلتی وہ کٹھور بن گئی تھی۔

"یہی تو کہہ رہی ہوں کہ میں دل رکھتی ہوں۔ احساس ہے مجھے۔ میں خود کو خوشی دینے کے لیے سب کی خوشیاں چھین نہیں سکتی۔ میں آپ کے ساتھ کبھی اچھی اور پرسکون زندگی نہیں گزار پاؤں گی۔ ساری زندگی کشف میری آنکھوں کے سامنے رہے گی کہ میں نے اس کے خواب توڑ کر اپنے خواب سجائے۔ یہ بات مجھے کبھی خوش نہیں ہونے دے گی اور ویسے بھی اصل محبت تو آپ سے کشف کرتی ہے۔ میری تو محبت صرف آٹھ دن کی ہے وہ بھی صرف پسندیدگی، جو کسی بھی اچھی چیز کو دیکھ کر ہوتی ہے۔ آپ بھول جائیں سب۔" ذوشاف اب کہ سپاٹ انداز میں بولتی اسے ششدر کر گئی۔

"کیا..... بس پسندیدگی تمہاری نظر میں یہ محبت نہیں۔" وہ بے یقین تھا۔

"ہاں۔" رخ موڑ کر وہ سنگدلی کی انتہا کو چھونے لگی۔

"تم بہت غلط کر رہی ہو اپنے ساتھ میرے ساتھ۔"

"مجھے نہیں پتا کیا غلط اور کیا درست ہے میں تو کشف......"

"کیا کشف، کشف کی رٹ لگا رکھی ہے۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ تم یہ سب کرو گی تو میں کشف سے شادی کر لوں گا۔ کبھی نہیں اوکے تمہیں مجھ سے شادی نہیں کرنی تو نہ کرو۔ نبھاؤ اپنی وفاداریاں، بنو مدر ٹریسا لیکن میں پھر بھی کشف تو کیا کسی سے بھی شادی نہیں کروں گا اور تم سمجھتی کیا ہو ضوریز حسن تم سے اپنی محبت کی بھیک مانگے گا۔ تمہاری منتیں کرے گا کہ کر لو مجھ سے شادی بالکل نہیں۔ میں نے تم سے محبت کی ہے پوری ایمانداری سے۔ تم چاہے اسے جسٹ پسندیدگی سمجھو، میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا اس کے لیے جو تم نے میری محبت کی توہین کی۔" وہ غصے میں خشمگیں نگاہوں سے دیکھتا چلا گیا تو وہ جو کب سے آنسوؤں پر بندھ باندھے کھڑی تھی پھر یوں بکھری کہ خود کو سنبھال بھی نہ سکی۔ اس کے اپنے الفاظ ہی اس کے دل پر چھریاں چلا رہے تھے مگر وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

"یا اللہ! میں کیا کروں کیوں یہ درد میرے سینے میں ڈال دیا کیوں۔" وہ بے تحاشا رو رہی تھی۔

☆......☆

ان کی شادی کی ڈیٹ فائنل ہو گئی تھی اور ضوریز پچھلے دو دنوں سے اسلام آباد گیا ہوا تھا۔ ذوشاف کا ارادہ تھا کہ وہ ان کی شادی سے پہلے ہی واپس چلی جائے، کیونکہ وہ جتنا بھی خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی مگر وہ کبھی بھی ضوریز کو کسی اور کا ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ابھی بھی کشف کے مسکراتے چہرے سے نظریں چراتی وہ آنکھوں میں آنسو لیے تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی مگر آنکھوں کی دھندلاہٹ کی وجہ سے آگے سے آتے ضوریز سے بری طرح ٹکرائی تھی۔ ضوریز نے اسے تو گرنے سے بچا لیا تھا مگر اس کے ہاتھ میں جو کرسٹل کا گلدان تھا اسے وہ بچا نہیں سکا جو کہ ماربل کے فرش پر گر کر کرچی کرچی ہو گیا تھا۔ ذوشاف اس افتاد پر بوکھلائی تھی۔ وہیں فرجاد

بھی دم سادھے ضوریز حسن کے سرخ چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ کس قدر پیلی ہے اپنی چیزوں کے معاملے میں اور یہ بھی آج وہ نیا ہی اسلام آباد سے لے کر آیا تھا جو کہ ذوشاف کی بے احتیاطی کی نذر ہو گیا تھا۔

"سوری...... میں...... وہ......" اس سے الگ ہوتی وہ اٹک اٹک کر بولی کہ اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"کس کس بات پر آپ سوری کریں گی مس ذوشاف حیدر! یہ تو کرسٹل کا تھا، ٹوٹ کر بکھر جانا اس کے مقدر میں تھا مگر آپ نے یہاں دل بھی اتنے ٹکڑوں میں کر دیا ہے کہ پتا نہیں کتنی صدیاں لگیں گی، مجھے اس کی کرچیاں سمیٹنے میں اور یہ بھی کنفرم نہیں کہ سمیٹ بھی پاؤں گا یا نہیں۔" وہ تمسخرانہ انداز میں کہتا اسے جلن کے حصار میں چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ آنسو بہاتی وہیں بیٹھ گئی۔

"ارے یہ کیا، آپ کے ہاتھ میں لگ جائے گا۔" فرجاد اس کے قریب آ کر بولا جو کہ زمین پر بیٹھ کر کرچیاں سمیٹنے لگ گئی تھی وہ ابھی کچھ کہتی کہ ایک نوکیلا ٹکڑا اس کی ہتھیلی میں گھس کر اسے زخمی کر گیا تھا اور وہاں سے خون کی بوندیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔

"اوں تو...... آپ کو تو لگ گیا چلیں چھوڑیں یہ سب میں آپ کو دوا لگاتا ہوں تاکہ آپ کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔"

"رہنے دو فرجاد! ان کے لیے یہ تکلیف اچھی ہے ان کو یہ تکلیف ملے گی تو کسی دوسرے کی تکلیف کا اندازہ کر پائیں گی یہ، ویسے بھی یہ ان کے اپنے شوق سے لی گئی تکلیف ہے۔" پتہ نہیں کہاں سے وہ دوبارہ آیا تھا اور اس پر کٹیلا جملہ کستا چلا گیا اور وہ لب کاٹ کر رہ گئی مگر فرجاد کو دیکھ کر تھوڑا سا مسکرائی جو کہ ضوریز حسن کے رویے کی تلافی کر رہا تھا۔

☆......☆

"زخم کیسا ہے اب؟" وہ ٹیرس پر کھڑی اداس چاند کو دیکھ رہی تھی جو اسے اپنی طرح ہی اداس اور اکیلا دکھائی دے رہا تھا کہ ضوریز حسن کی بارعب آواز پر پلٹی جو کہ اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا تھا۔

"آپ کو کیا پروا۔" ذوشاف اس کے کچھ دیر پہلے کہے گئے جملے بھولی نہ تھی۔ ضوریز حسن کے لبوں کو ایک مسکراہٹ چھو گئی ایک زخمی مسکراہٹ۔

"واقعی مجھے کیا پرواہ! ٹھیک کہا تم نے مجھے پروا نہیں تو یہ میرا دل یہ کیوں پروا کر رہا ہے...... اسے کیوں تکلیف ہو رہی ہے...... یہ کیوں تمہاری سنگ دلی پر کڑھ رہا ہے۔" وہ اپنے دل کی طرف اشارہ کرتا اسے نظریں جھکانے پر مجبور کر گیا۔

"میں نے سنا تھا کہ مغربی لوگ آزاد فضاؤں میں رہنے والے لوگ بڑے ظالم اور پتھر دل ہوتے ہیں۔ آج دیکھ بھی لیا۔ جن کو کوئی احساس ہی نہیں کوئی ان کے لیے اپنی پوری ہستی داؤ پر لگانے کے لیے تیار ہے اور ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا...... کیونکہ انہوں نے تو صرف پسندیدگی کو محبت سمجھ لیا تھا۔" اس کے لبوں پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ تھی جو ذوشاف کے دل کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی جلا رہی تھی۔

"پتہ چل گیا ناں آپ کو ہمارا تو اب گلہ کیسا۔"

"گلہ نہیں کر رہا ہوں بتا رہا ہوں تمہیں پچھتاؤ گی ایک دن۔"

"پچھتا ہی تو رہی ہوں، یہاں پاکستان آ کر آپ سے ٹکرا کر...... وہ ایک لمحہ نہ جانے کیسے آ گیا ہمارے بیچ

اور آپ بھول کیوں نہیں جاتے اس لمحے کو۔"

"بھول جاؤں اگر بھولنا اتنا ہی آسان ہوتا تو تم یوں نظریں چرانے پر مجبور نہ ہوتیں۔ مجھ سے اپنا درد، اپنے یہ آنسو چھپانے کے سو جتن نہ کر رہی ہوتیں۔" ضوریز حسن اسے باور کروا گیا تھا کہ وہ جتنا بھی ... مضبوط ثابت کر کے لاپرواہ ہو رہی تھی وہ اس کے دل کا حال جانتا تھا۔ ذوشاف اس کی بات پر خفیف سی ہو کر ... موڑ گئی۔

"آپ کی اس سوچ کو غلط ثابت کرنے کے لیے مجھے کیا کرنا ہوگا۔ یہاں سے جانا ہوگا۔"

"نہیں صرف میری آنکھوں میں دیکھ کر بتانا ہوگا کہ میرے پاس آنے سے تمہارا دل دھڑکتا ہے یا نہیں...... میرے دور جانے سے تمہارا دل بے قرار ہوتا ہے کہ نہیں۔" ضوریز حسن نے اس کا رخ اپنی طرف موڑا تو وہ نظروں کے ساتھ سر جھکا گئی کہ وہ ایسا کبھی بھی نہیں کر سکتی تھی اور نہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر محبت سے انکار کر سکتی تھی اور نہ وہ اس پوزیشن میں تھی کہ محبت کا اقرار کر لے۔ ضوریز طنزاً مسکرایا۔

"جب ایسا کرنا تمہارے لیے مشکل ہے تو کیوں خود پر یہ ظلم کر رہی ہو۔ رحم کھاؤ مجھ پر، خود پر، ہماری محبت پر، ابھی کچھ نہیں بگڑا تم کہو تو میں بات کروں۔ ایک بات تم بھی اچھے سے ذہن میں بٹھا لو میں یہ شادی کبھی نہیں کروں گا، کبھی بھی نہیں۔ تم مانو یا نہ مانو میں اس رشتے کو قائم نہیں کروں گا...... انکار کر رہا ہوں میں آج ہی، ابھی تمہارے سامنے۔" وہ کہہ کر جانے لگا مگر اسے رکنا پڑا اور رکنے کی وجہ ذوشاف تھی جو کہ اس کے سامنے تن کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"آپ ایسا نہیں کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو...... میں اپنی جان لے لوں گی۔" ضوریز ساکت رہ گیا تھا جو اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کر گئی تھی۔

"یہ...... یہ کیا بکواس ہے ذوشاف۔"

"یہ بکواس نہیں میں سچ کہہ رہی ہوں اگر میری ذات کسی کی خوشیوں میں رکاوٹ ہے کسی کے آنسوؤں کا سبب ہے تو میں خود کو ختم کر لوں گی تاکہ سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے...... پھر تو آپ کشف سے شادی کریں گے ناں جب میں ہی زندہ نہ رہوں گی۔ تو کیا جواز ہوگا آپ کے پاس کشف سے شادی نہ کرنے کا...... بالفرض آپ پھر بھی شادی اس سے نہیں کرتے تو کم از کم میں تو اپنے ضمیر کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچ جاؤں گی اور یہ بھی مت سمجھے گا کہ یہ صرف ایک دھمکی ہے...... میں ایسا ہی کروں گی اور ایسا میں پہلی دفعہ نہیں بلکہ ایک دفعہ پہلے بھی کر چکی ہوں جب میری ماما نے دوسری شادی کی اور مجھے چھوڑ دیا۔ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں ناں دیکھتی ہوں آپ کی محبت مجھے زندہ رکھنا چاہتی ہے کہ میری موت کی وجہ بنتی ہے فیصلہ آپ کے پاس ہے۔" ذوشاف سفاکیت کی حدود کو چھو رہی تھی۔ جب کہ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جو اس قدر سنگدلی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ ضوریز کی آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی تھی جو وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ وہ جتا اسے پتھر کر گئی تھی کہ وہ ایسا کرنے سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے گی۔ ذوشاف اسے وہیں چھوڑ کر کمرے میں آئی تھی اور دروازہ بند کر کے وہ وہیں بیٹھتی چلی گئی۔

"مجھے معاف کر دیں ضوریز! میں مجبور ہوں موت کو تو مجھے ہر حال میں گلے لگانا ہوگا۔ اگر آپ کشف سے شادی نہیں کرتے تب بھی اور اگر کر لیتے ہیں تو تب بھی...... میں آپ کو کسی اور کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتی...... کاش ضوریز میرا دل بھی پتھر کا ہوتا ان آزاد فضاؤں میں رہنے والے لوگوں کی طرح...... مجھے کیوں باندی بنا دیا گیا آپ جیسے لوگوں کے دیس کا کیوں؟" وہ بلک بلک کر رو رہی تھی اور بالآخر ضوریز کو وہ فیصلہ لینا ہی

پڑا جس فیصلے نے نہ صرف اس کے دل کو بلکہ ذوشاف کو بھی توڑ دیا تھا۔ وہ لاکھ خوش ہی کر بھائی میں وہ [illegible] رو تی تھی۔ وہ واپس جانا چاہتی تھی مگر کشف اور ڈالے بیگم کی وجہ سے وہ جا نہیں پا رہی تھی مگر مہندی کی رات تک وہ چھپنے چھپانے کے کھیل میں کامیاب رہی تھی مگر آج کی رات تو دونوں کا سامنا ناممکن تھا اور وہ [illegible] سے خود کو سنبھال کر ضبط کا اعلیٰ مظاہرہ کر رہی تھی اسے ڈر تھا کہیں اس کے سامنے جانے سے وہ صبر کا دامن چھوڑ نہ دے۔

"ذوشاف! تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں...... کشف کے ساتھ تم پارلر بھی نہیں گئیں اب اٹھو تیار ہو جاؤ" وہ گم صم صوفے پر بیٹھی تھی کہ ڈالے بیگم کی آواز پر سر ہلا کر اٹھی اور بیڈ پر پڑے کپڑوں کو اٹھا کر واش روم میں گھس گئی۔ شادی کی ساری شاپنگ بھی کشف نے ہی کی تھی۔ وہ تو طبیعت خرابی کا بہانہ بنا کر زیادہ تر اندر ہی ہو کر رہ گئی تھی۔ ذوشاف نے بالوں کی سادھی سی چٹیا بنا کر خود پر ایک نظر ڈالی وہ گرین اور ہنک چولی اور لہنگے میں ملبوس تھی۔ وہ ایک گہرا سانس بھرتی کمرے سے باہر نکلی اور اس کا رخ لان کی طرف تھا کیونکہ مہندی کی تقریب وہاں ہو رہی تھی۔ وہ دوپٹے کو گلے میں ڈالے اپنے ہی دھیان میں سیڑھیوں کی جانب بڑھی کہ کسی نے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی طرف گھسیٹا تھا وہ جو اس افتاد کے لیے تیار نہ تھی سیدھی جا کر اس کے سینے سے لگی تھی اور دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو ضوریز کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر اس کا دل حلق میں آ گیا تھا جو کہ بلیک شلوار قمیض میں بہت خوب صورت لگ رہا تھا۔ ذوشاف اس کی جذبے لٹاتی آنکھوں سے نظریں چراتی پیچھے ہٹی تھی مگر ضوریز نے ایک جھٹکے سے قریب کیا تھا۔

"تم سے محبت کرنا میرے لیے اتنا بڑا جرم بن جائے گا میں نے تو سوچا نہ تھا کہ میں نہ تو اس جرم سے رہا ہو پاؤں گا اور نہ اپنی جان دے پاؤں گا ورنہ جتنا ان 28 سالوں میں خود کو روکا تھا اب بھی روک لیتا...... تمہارے اور بڑھتے ان قدموں کو روک لیتا۔ ضد کرتا تو اس دل کو اپنے سینے سے اکھاڑ پھینکتا...... مگر کاش مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ جسے یہ چاہ رہا ہے جس کی خواہش کر رہا ہے اسے ذرا پرواہ نہیں...... نہ میری نہ میرے دل کی...... تمہیں پتہ ہے کس قدر اذیت میں ہوں۔ یہ درد برداشت سے باہر ہے پلیز ذوشاف ابھی بھی وقت ہے مان جاؤ...... میں سب اچھے سے ہینڈل کر لوں گا۔ تم پر کوئی الزام نہیں آنے دوں گا۔ ایسا مت کرو تمہارے بنا جینا مشکل ہو جائے گا۔" وہ جو کہتا تھا میں تم سے اپنی محبت کی بھیک نہیں مانگوں گا آج مانگنے پر آ گیا تھا۔ اس کی آنکھوں کی سرخی، ٹوٹا لہجہ، شدتوں بھرا قرب اسے کمزور کرنے کو کافی تھا وہ بے اختیار ہو کر اس کے سینے سے جا لگی تھی۔ اس کے گرم سیال آنسو اس کے سینے میں جذب ہو رہے تھے۔ اس کے آنسو اس کا رونا وہ سارے راز اگل گیا تھا جو وہ اتنے دنوں سے خود سے بھی چھپا رہی تھی کہ اسے بھی تکلیف تھی وہ بھی اسی درد میں مبتلا تھی۔ ضوریز نے اپنی بانہوں کا حصار قائم کر دیا تھا شدت ضبط سے اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔

"جب یہ دوری جان لیوا ہے تو پھر کیوں اسے اپنے اور میرے درمیان لا رہی ہو۔ جب تمہارا سارا سکون میرے حصار میں ہے تو پھر کیوں اس حصار کی چھاؤں سے دور بھاگ رہی ہو...... میرا سب کچھ تم سے جڑا ہے۔ میرا سکون میری خوشیاں سب تمہارے ہونے سے ہیں ذوشاف! تمہارے بغیر جینا بہت مشکل ہے ذوشاف۔" ذوشاف کا دل کر رہا تھا کہ ساری زندگی وہ یوں ہی اس کے سینے سے لگی کھڑی رہے مگر جیسے ہی اس کے کانوں میں تیز بجتے میوزک کی آواز پڑی تو وہ جیسے ہوش کی دنیا میں آئی تھی اور ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوتی بھاگتی چلی گئی۔

(باقی آئندہ ماہ)

امرین ریاض

جھو گئی میں اپنے پیا کی

ضوریز اور کشف کو ایک ساتھ بٹھایا گیا وہ اپنا رخ موڑ گئی تھی اور سب کے لاکھ کہنے کے باوجود کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ادھر ادھر ہو جاتی مگر جب فرجاد اسے زبردستی اسٹیج پر لے کر گیا وہ کشف کی ناراضگی پر صفائیاں دینے لگی۔

"پلیز ناراض نہ ہو میں بس آ رہی تھی۔"

"کب آ رہی تھی یہ بھی تمہیں فرجاد لے کر آیا اگر میں یوں اتنا کچھ لاد کر نہ بیٹھی ہوتی تو تم چھپ کر دکھاتیں مجھے......ارے اکیلی سالی ہو ضوریز کی اتنی رسمیں تمہارے کرنے کی ہیں۔" کشف کی بات پر اس نے کن انکھیوں سے ضوریز کی طرف دیکھا جو کہ سختی سے لب بھینچے دوسری جانب متوجہ تھا۔

''مجھے کہاں ان رسموں کا پتہ ہے۔'' اس نے عذر تراشا۔

''ہم ہیں ناں آپ کو گائیڈ کرنے کے لیے یہ گلاب جامن پکڑیں پہلے بھابھی کے منہ میں ڈالیں اور پھر بھائی کے۔'' ذیاد کے کہنے پر وہ بے بسی سے گلاب جامن پکڑ کر کشف کے منہ میں ڈال گئی پھر اپنا ہاتھ ضوریز کی طرف لے گئی مگر اس نے ایسی نظروں سے دیکھا تھا کہ بے اختیار نظریں چرا گئی تھی۔

''سوری...... مجھ میں اور برداشت کرنے کی سکت نہیں میں پہلے ہی فل ہو چکا ہوں۔'' ضوریز کا نہ صرف لہجہ سپاٹ تھا بلکہ اس کی نظروں میں عجیب سی کاٹ بھی تھی جس نے ذوشاف کے دل پر گہرا اکٹ لگایا تھا کہ وہ اس کی بے رخی پر آنسو پینے لگی۔

''سوری...... دراصل بھائی کو اتنا میٹھا پسند نہیں۔'' فرجاد جلدی سے صفائی دینے لگا تو وہ ان تینوں کے

مکمل ناول

اترے چہرے دیکھ کر زبردستی مسکرائی۔

☆......☆

نکاح کرتے وقت جتنے ضبط کا مظاہرہ ضوریز نے کیا تھا اتنے ہی بڑے تکلیف کے مراحل سے ذوشاف بھی گزری تھی کہ وہ طبیعت خرابی کا بہانہ بنا کر جلد ہی وہاں سے گھر آگئی تھی اور یہ کوشش اپنا بھرم قائم رکھنے کے لیے تھی۔ ورنہ تو اس کا دل تھا کہ بین کیے جا رہا تھا۔ وہ بیڈ پر اوندھا منہ کرے یوں بلک بلک کر روئی تھی کہ اسے لگتا تھا کہ اس کا دل پھٹ جائے گا وہ کیسے اتنی پتھر دل ہو گئی تھی کہ اپنی محبت کو کسی اور کی جھولی میں ڈال آئی تھی وہ روتے روتے ہی نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔

ضوریز کمرے میں داخل ہوا تو اس کی پہلی نظر بیڈ کی طرف اٹھی تھی جہاں کشف بغیر گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھی وہ اس پر سلامتی بھیجتا اپنا نائٹ ڈریس اٹھا کر واش روم میں گھس گیا۔ کشف جو کہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے انتظار میں بیٹھی تھی حیران سی ہو گئی۔

ضوریز نے خود کو مرر میں دیکھا اور اپنے خوبرو چہرے پر چھائی افسردگی اور درد کو دیکھ کر وہ لب بھینچ گیا تھا۔ آج اس کے لیے بہت کٹھن دن تھا۔ نکاح نامے پر سائن کرتے ہوئے اس کا دل چاہا تھا کہ وہ خود کو شوٹ کرلے یا ان سب سے جان چھڑوا کر بھاگ جائے مگر وہ ایسا نہیں کر سکا تھا اور اسی بات پر اسے غصہ آرہا تھا۔ اسی غصے کی شدت سے اس نے اپنے دائیں ہاتھ کا مکا بنا کر اتنی زور سے سامنے مرر پر مارا تھا کہ مرر ٹوٹ کر زمین پر بکھرا تھا اور چھن کی آواز سن کر کشف بھی چونکی تھی۔ ضوریز نے اپنا ہاتھ دیکھا جہاں سے خون نکل رہا تھا اور اس کا چہرہ بھی ضبط سے سرخ ہو چکا تھا مگر اس کے اشتعال میں کمی آگئی تھی۔ وہ باہر آیا تو کشف اس کا زخمی ہاتھ دیکھ کر چونکی۔

"یہ...... یہ کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں...... آپ کپڑے تبدیل کر آئیں اور لائٹ بھی آف کر دیجیے گا۔ سوری میں ابھی شادی کی ذمہ داری سے آزاد اور دور رہنا چاہتا ہوں۔ وہ آپ کا رونمائی گفٹ۔" وہ سائیڈ ٹیبل پر پڑے سرخ باکس کی طرف اشارہ کرتا بیڈ پر لیٹ کر کمبل سر تک تان لیا۔ کشف اس کے اس انداز پر حیران و پریشان ہوتی اسے دیکھتی رہ گئی اس کے ہاتھ سے اتنا خون نکل رہا تھا جو کہ اب کمبل کو بھی رنگ رہا تھا مگر وہ پرواہ کیے بغیر لیٹ چکا تھا۔

☆......☆

ذوشاف کی آنکھ کھلی تو 9 بج رہے تھے وہ بھاری سر کو سنبھالتی اٹھی اور بیڈ سے اترنے لگی کہ یکدم اس کا سر چکرایا تھا۔ وہ وہی بیڈ پر ٹک کر اپنی حالت پر غور کرنے لگی۔

"شاید کل سے کچھ کھایا نہیں اس لیے۔" وہ خود سے کہتی واش روم میں چلی گئی پھر فریش ہو کر وہ باہر ہال میں آئی جہاں ضوریز کے علاوہ سب بیٹھے تھے۔

"اٹھ گئی بیٹا! جاؤ کچن میں جا کر ناشتہ کر لو پہلے۔ ہم سب نے تو کر لیا ہے تمہیں اس لیے نہیں اٹھایا کہ رات کو تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں اب کیسی ہو۔"

"جی ٹھیک ہوں۔" نویدہ بیگم کی بات کا جواب دیتی وہ کچن میں آئی جہاں زبیدہ اسے دیکھ کر ناشتہ لگانے لگی۔

"صرف چائے اور بوائل ایگ۔" ذوشاف نے آہستہ سے کہا اور وہیں ٹک گئی تبھی اس کی نظر ضوریز پر اٹھی جو کہ اس کی جانب ہی آرہا تھا اور جو چیز اس کے چونکنے کی وجہ بنی وہ اس کا ہاتھ تھا جس پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ذوشاف جلدی سے اس کے قریب گئی جو اسے دیکھ کر رک گیا تھا۔

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

READERS CHOICE

Facebook ID; https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram; https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

Facebook Groups; READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

"یہ...... یہ کیا ہوا چوٹ کیسے لگی ضوریز۔"
"تمہیں پرواہ ہے۔" ضوریز کے کاٹ دار لہجے پر وہ دو پل کو چپ سی ہوگئی۔
"پرواہ ہے پوچھا ہے ناں۔"
"نہیں ہے تمہیں پرواہ نہ میری نہ میرے دل کی اس چھوٹی سی چوٹ کو دیکھ کر تم بلبلا اٹھی اور جو چوٹ میرے دل پر لگا دی تم نے اس کا احساس کیوں نہیں ہوا تمہیں...... تم جانتی ہو پوری رات میں نے کس اذیت میں گزاری ہے اور پتہ نہیں کب تک اس اذیت میں رہنا ہے...... تم نے مجھے جیتے جی مار دیا ہے۔ صرف خود سے محبت کرنے کی سزا دے رہی ہو...... میں کیسے برداشت کروں کسی ایسے انسان کو اپنی زندگی میں جس کے لیے دل میں کوئی جگہ نہیں...... کیسے کسی اور کو اپنا آپ سونپ دوں کیسے اپنے دل کو سمجھاؤں کیسے؟ نہیں مان رہا یہ ضد پر اڑ گیا ہے تمہاری جگہ کسی اور کو نہیں دے رہا یہ...... دیکھو تو ابھی بھی تمہارا نام لے رہا ہے...... تمہارے لیے دھڑک رہا ہے لیکن تم نے تو محبت کی نہیں...... سچ میں ذوشاف تم نے محبت نہیں کی ورنہ تم کبھی بھی مجھے یوں دھتکار کر کسی اور کی جھولی میں نہ ڈالتیں۔" ضوریز زخمی لہجے میں بولتا چلا گیا تو وہ دھندلی آنکھوں سے اس کی پشت دیکھتی اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔
"ہاں...... میں نے محبت نہیں کی کب کی میں نے محبت میں نے تو اپنا آپ لٹا دیا کسی کی محبت کی خاطر۔" وہ سسک اٹھی تھی۔

☆......☆

"بھائی وہ ذوشاف جی۔" شام کو ولیمے کا فنکشن تھا اور ضوریز اسی تیاریوں میں لگا ہوا تھا ابھی گھر آیا تھا کہ آگے سے حواس باختہ فرجاد کے منہ سے ادھوری بات پر ہی اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔ وہ بھاگتا ہوا ذوشاف کے کمرے میں آیا تھا۔ جہاں ثرالے بیگم، نویدہ بیگم اور کشف اسے ہوش میں لانے کے جتن کر رہی تھیں۔
"کیا ہوا ہے اسے ذوشاف۔" سب نے پریشانی میں اس کی بے قراری کو نوٹ نہیں کیا تھا۔ وہ بے تابی سے آگے بڑھا اسے بازوؤں میں اٹھائے باہر کی جانب لپکا تھا اور اگلے بیس منٹ میں وہ ہسپتال میں تھے۔
"فکر کرنے کی کوئی بات نہیں پریشانی اور کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہو گئیں تھیں کچھ منٹوں تک ان کو ہوش آجائے گا اور ایک خاص بات ان کے نروس کو کافی دھچکا لگا ہے اس لیے کسی بھی قسم کی پریشانی سے ان کو دور رکھیں۔" ڈاکٹر کی بات پر ضوریز خود کو کوس کر رہ گیا۔ دل چاہا خود کو شوٹ کر ڈالے جانتا تھا کہ وہ کس قدر ٹینشن میں ہے پھر بھی اسے اتنی باتیں سنا دیں۔
"شکر ہے میری تو جان نکل گئی تھی۔ میں بھی کچھ دنوں سے دیکھ رہی تھی وہ کافی پریشان سی تھی۔ مجھے لگا ماموں کو مس کر رہی ہے۔" کشف کی بات پر ضوریز ان کی طرف متوجہ ہوا۔
"آپ لوگ ایسا کریں گھر چلے جائیں۔ میں یہیں ہوں اسے ہوش آئے گا تو لے آؤں گا۔ ویسے بھی تھوڑی دیر بعد فنکشن ہے آپ لوگوں کا وہاں ہونا زیادہ ضروری ہے۔ زیاد کو کال کر دی تھی وہ پک کرنے آرہا ہے۔"
"مگر ذوشی......" کشف ہچکچائی۔
"ڈونٹ وری میں ہوں ناں ویسے بھی اب خطرے والی کوئی بات نہیں۔ ڈرپ جیسے ہی ختم ہوگی ہم آجائیں گے جایئے آپ لوگ۔" ضوریز کے کہنے پر دونوں چلی گئیں تو ضوریز اس کے روم میں آیا۔ جہاں وہ آنکھیں

[illegible] کو دیکھ کر ضوریز کا دل اسے ملامت کرنے لگا کہ وہ جو کسی کے دل کو
[illegible] اپنی محبت کی قربانی دے کر اکیلی ہی سب برداشت کر رہی تھی کیا اس کے ساتھ
[illegible] دیا تھا۔

"سوری دوشاف ایم پراؤڈ آف یو میں نے واقعی ایک انمول لڑکی سے محبت کی ہے جس کی محبت پر مجھے فخر ہے۔" ضوریز اس کے بالوں کو نرمی سے چھوتے ہوئے بولا ابھی دوشاف کے پپوٹوں میں حرکت ہوئی اور دوسرے ہی پل اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"کیسی ہو؟" ضوریز نے نرمی سے پوچھا تو وہ جو پورے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی اس کی آواز پر چونکی پھر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"سوری۔" ضوریز نے جھک کر اس کی ٹھنڈی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے اور دوشاف کے پورے وجود میں ایک ٹھنڈک سی اتر گئی تھی۔ جیسے بے قرار دل کو قرار آ گیا تھا۔ ضوریز اس کے قریب ہی بیڈ پر ٹک گیا۔ دوشاف دھیرے سے اٹھی اور اس کے سینے پر سر ٹکا کر بے اختیار ہوئی تھی۔ اتنے دنوں سے اکیلے اس درد سے لڑ کر وہ تھک چکی تھی۔ کسی سہارے کسی کندھے کی متلاشی تھی۔

"سوری تو مجھے کہنا چاہیے میں نے آپ کو اتنا ہرٹ کیا۔" وہ نم لہجے میں بولی۔

"اچھا ایسا کس نے بولا ہم آپ سے......" ضوریز کو اس کا یوں قریب آنا بہت اچھا لگا تھا۔ اس لیے خوشگوار انداز میں بولتا اپنا حصار کھینچ گیا۔

"آپ نے ہی بولا تھا۔" وہ منہ پھلا کر بولتی اسے سر کھجانے پر مجبور کر گئی تو وہ ہنس دی۔

"او کے میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں پر تمہیں وعدہ کرنا ہوگا تم اب نہ تو بھوکی رہو گی اور نہ یوں پریشان ہوا کرو گی۔" ضوریز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ تو وہ سر ہلا گئی۔

"اچھا اب جلدی سے بتاؤ کہ میرے ساتھ ڈنر کسی ریسٹورنٹ میں کرو گی کہ یہیں سب ارینج کروں۔"

"مگر آپ کا تو وہاں ہونا ضروری ہے ٹائم تو دیکھیں۔" وہ حیرانگی سے دیکھنے لگی۔

"میرے لیے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ تم کچھ کھا سکو اور آپس کی بات میں نے سوائے چائے کے کل سے اپنے حلق سے اور کوئی چیز نہیں گزاری...... ابھی ساڑھے سات ہوئے ہیں ہم ایک گھنٹے تک چلے جائیں گے...... ویسے بھی یہ پاکستان ہے یہاں فنکشن لیٹ شروع ہوتا ہے۔ میں ذرا ڈاکٹر سے مل آؤں نرس کو بھیج دیتا ہوں تا کہ وہ ڈرپ اتار دے۔" ضوریز حسن نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ بے بسی سے سر کو ہلا گئی کیونکہ بات صرف اس کی ہوتی تو وہ انکار کر دیتی مگر اس کے بھوکے ہونے کے احساس سے خاموش ہو گئی تھی۔

پھر کھانا کھانے اور ڈرپ کے ختم ہونے کے بعد وہ لوگ گھر آ گئے اور وہاں سے ہال پہنچے جہاں ولیمے کا فنکشن جاری تھا یہ دونوں بھی اداس دل کے ساتھ اپنی اپنی جگہ اس تقریب کا حصہ بن گئے۔

☆......☆

وہ بوریت دور کرنے کے لیے کچن میں آ گئی اور کچھ دیر بعد سوچ بچار کرنے کے بعد وہ پاستہ بنانے لگی اور جب پاستہ بنا کر کچن سے سب کو بلانے کے خیال سے جانے لگی تو ضوریز کچن میں داخل ہوا۔ حسب معمول ضوریز کی آنکھوں میں روشنی سی پھوٹ آئی تھی۔

"تمہارے حالات دیکھ کر لگ رہا ہے کچھ بنایا ہے محترمہ نے۔" وہ اس کے وجود پر گہری نظر ڈالتا مسکرا کر

"کہ......" ضوریز کی آنکھوں میں شرارت چمکی۔

"کہ......"

"کہ میں پوری زندگی تمہارے ہاتھ کا بنا پاستہ کھا سکتا ہوں۔" ضوریز کی شرارت پر وہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس دی۔ ضوریز نے پیار بھری نظروں سے اس کا مسکراتا چہرہ اپنے دل میں اتارا تھا۔

☆......☆

ضوریز آفس سے گھر آیا تو اسے ہال میں سفری بیگ رکھے دکھائی دیے وہ ان کے بارے میں سوچتا آگے بڑھا کہ آگے سے تیزی سے آتے فرجاد سے ٹکرا گیا۔

"سوری بھائی۔" فرجاد خجل سا ہوا۔

"دھیان کدھر رہتا ہے تمہارا۔" ضوریز نے خشمگیں نگاہوں سے دیکھا۔

"سوری دراصل ذوشاف جی واپس جارہی ہیں تو ان کا سامان گاڑی میں رکھوانا تھا۔"

"کدھر جارہی ہے وہ؟" ضوریز کا چونکنا لازمی تھا۔

"امریکہ۔" فرجاد کے بتانے پر وہ سختی سے لب بھینچ گیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے روم میں آیا۔ بریف کیس ٹیبل پر رکھا اور کوٹ اور ٹائی اتار کر بیڈ پر پھینکی، شرٹ کے بازو فولڈ کر کے گہرا سانس بھر کر دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر گہرا سانس بھرا مگر پھر اسی اشتعال سے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی سب چیزوں کو ہاتھ سے نیچے گرا دیا اور ڈریسنگ کے مرر میں اپنی سرخ آنکھوں کو دیکھ کر لمبے لمبے سانس لے کر خود کو ریلیکس کرنے لگا مگر وہ تپش کو کسی صورت کم نہیں کرسکا۔

"ایسے کیسے جاسکتی ہے وہ؟" ضوریز بڑبڑایا کمرے میں داخل ہوتی کشف کو نظر انداز کرتا دوبارہ نکلا اب اس کا رخ ذوشاف کے روم کی طرف تھا اور اسے وہ ڑالے بیگم کے کمرے سے نکلتی دکھائی دی۔ ضوریز بڑے جارحانہ انداز میں اس کی طرف بڑھا اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے لیے اس کے روم میں آیا۔ ذوشاف جو اس صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کررہی تھی اور وجہ جاننا چاہتی تھی کہ اس کے اس غصے سے بھرے چہرے کی طرف دیکھ کر جیسے ساری صورتحال سمجھ گئی تھی۔

"کیا چاہتی ہو تم جینا چھوڑ دوں۔" وہ بھینچے ہوئے لہجے میں بولا۔

"آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟"

"تو اور کیا ہے یہ سب کیوں واپس جارہی ہو...... تمہارے جانے کا سن کر ہی میری جان نکلنے لگی ہے اگر جاؤ گی تو مر جاؤں گا...... تم نے مجھے شادی کا کہا میں نے کرلی مگر تم اب اگر یہاں سے جاؤ گی تو میں کسی رشتے کو نہیں مانوں گا...... یہ جو میں کڑوا گھونٹ بھرنے کے بعد بھی تمہیں زندہ اور خوش نظر آرہا ہوں ناں صرف تمہاری وجہ سے...... تمہیں دیکھتا ہوں تو دل کو سکون ملتا ہے...... کیا ہوا اگر تم میری زندگی میں نہیں تو کم از کم میرے پاس تو ہو ناں میں جب چاہے تمہیں دیکھ سکتا ہوں...... تم سے بات کرسکتا ہوں اگر تمہارے جانے کا سوچوں بھی تو دل رکتا محسوس ہوتا ہے۔"

"اور اگر میں نہ گئی تو میرا دل رک جائے گا ضوریز! اتنا برداشت نہیں کرسکتی پلیز مجھے جانے دیں۔" اس کے آنسو بے اختیار ہوئے تھے اور ضوریز کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہوئے۔

"پھر کیوں کیا یہ ظلم مجھ پر، خود پر...... جب یہ برداشت نہیں کرسکتی تھیں تو...... میں بھی تو کر رہا ہوں ناں تم بھی

کرو...... اب کہہ دو کہ تم یہاں سے نہیں جاؤ گی۔"

"میں کیسے...... پہلے ہی دو ماہ ہو گئے مجھے یہاں...... پھپھو لوگ واپس جا رہے ہیں تو میں کیسے۔" وہ بے بسی سے بولی تھی۔

"کیسے کیا مطلب؟ تمہیں یہاں رہنے کے لیے صرف یہ ہی وجہ کافی ہے کہ میں تمہیں روک رہا ہوں۔ کہہ دو تم سب کو کہ تم نہیں جا رہی ہو۔" ضوریز کے دوٹوک انداز پر وہ سر ہلا گئی۔

"پر آپ کو میری دو شرطیں ماننا ہوں گی۔"

"کون سی؟" وہ ریلیکس ہوا۔

"جو کل رات کو انکل نے آپ دونوں کو ہنی مون کی ٹکٹس دیں...... مگر آپ نے بزنس کی مصروفیت کا بہانہ بنا کر کینسل کر دیں حالانکہ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ کشف اتنی اپ سیٹ ہوئی تھی آپ کی وجہ سے...... ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ شادی کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ وقت گزارے اور دوسرا اس کی پرسوں برتھ ڈے ہے چاہے آپ کو پسند نہ ہو اچھا نہ لگے مگر آپ اس کے لیے گفٹ لے کر آئیں گے...... آپ کو یہ سب کرنا ہوگا۔"

"تو تمہارے جانے کی وجہ بھی یہ ہی ہے۔" اس نے بھی بلا تامل اعتراف کر لیا تھا۔

"ہاں مجھے لگا جو آپ شادی کے ایک ہفتے بعد بھی کشف کو اگنور کر رہے ہیں۔ صرف میری وجہ سے اگر میں چلی جاؤں گی تو ٹھیک ہو جائے گا سب آپ کا رویہ بھی۔"

"میرا رویہ بالکل ٹھیک ہے کشف کے ساتھ جیسے پہلے رہتا تھا بالکل ویسے اب بھی رہ رہا ہوں اور مجھے شروع سے ہی کسی کی مداخلت اپنی ذاتی زندگی میں گوارہ نہیں، چاہے وہ بیوی ہی کیوں نہ ہو...... دوسری بات تمہارے جانے سے میرا رویہ مزید خراب ہوگا یہ تمہاری خام خیالی ہے کہ تم منظر سے ہٹ جاؤ گی تو میں اس پر اپنی محبتیں نچھاور کر دوں گا...... اور جہاں تک برتھ ڈے کی بات ہے او کے فائن میں ایسا کروں گا مگر ہنی مون پر بالکل نہیں...... اگر تم چاہتی ہو کہ ہم جائیں تو پھر تمہیں بھی ہمارے ساتھ جانا ہوگا۔"

"میں...... پھر میں درمیان میں۔" اب کہ وہ روہانسی ہو گئی تھی کہ کشف کی خوشیوں کے راستے میں شاید وہ ہی رکاوٹ تھی۔

"تم درمیان میں نہیں...... بلکہ کسی اور کو اپنے اور میرے درمیان میں لے کر آتی ہو...... اگر تم چاہتی ہو کہ میں کشف کی ہر خواہش پوری کروں تو تمہیں میری ہر خواہش پوری کرنی ہوگی۔" ضوریز اسے اٹل انداز میں باور کرواتا چلا گیا تو وہ جھنجھلا کر وہیں بیڈ پر بیٹھ گئی۔

☆......☆

آج کشف کی برتھ ڈے تھی اور کشف نے زیادہ بڑے پیمانے پر منانے سے منع کر دیا تھا کیونکہ اسے برتھ ڈے سیلیبریٹ کرنا کوئی خاص پسند نہ تھا۔

"السلام علیکم!" ضوریز کوٹ کو بازو میں ڈالے لاؤنج میں داخل ہوا۔ اس نے سب پر سلامتی بھیج کر بریف کیس صوفے پر رکھا اور ایک نظر ہال میں لگے غباروں پر ڈالی اور دوسری نظر ذوشاف پر رک گئی۔ جس کے چہرے پر خفگی کے تاثرات نوٹ کرتا وہ مسکراہٹ دبا گیا۔

"اتنا لیٹ بیٹا! آفس سے نکلے تمہیں تین گھنٹے ہو گئے۔ کب سے ہم سب ویٹ کر رہے تھے اور دوسرا نمبر

بھی آف جا رہا تھا۔'' نویدہ بیگم کے کہنے پر اس نے ذوشاف کو دیکھا جو کہ اسے دیکھنے سے بھی بے نیازی برت رہی تھی۔

''بیٹری ڈاؤن ہو گئی تھی۔ میرے خیال میں، میں اتنا لیٹ بھی نہیں ہوا...... او کے شروع کریں آپ لوگ۔''

''آپ فریش ہو جائیں۔'' کشف کے بولنے پر وہ سر نفی میں ہلا گیا۔

''نہیں ایسے ہی ٹھیک ہوں، پھر گھنٹہ لگ جائے گا اور فرجاد اور زیاد جس طرح مجھے گھور رہے ہیں لگتا ہے ان کو کیک کھانے کی بہت جلدی ہے۔'' ہلکے پھلکے انداز میں بولتا وہ پھر ذوشاف کی طرف متوجہ ہوا تھا جو اسے مکمل نظر انداز کرتی فرجاد کے ساتھ کوئی بات کر رہی تھی۔ ضوریز کے لبوں پر ایک خوب صورت مسکراہٹ اپنی جھلک دکھا کر غائب ہو گئی۔ اسے اس کا خفا انداز بہت اٹریکٹ کر رہا تھا اور ذوشاف جس کا دل ابھی بھی یہ سوچ کر ہلکان ہو رہا تھا کہ پتہ نہیں وہ گفٹ لے کر آیا تھا یا نہیں مگر اس کی یہ پریشانی بھی جلد ہی ختم ہو گئی۔ جب ضوریز نے خوب صورت سا بریسلیٹ کشف کو دیا تھا اور کشف کے چہرے پر پھیلے رنگ ذوشاف کو پر سکون کر گئے تھے۔ سب خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے تھے مگر ذوشاف کا دل سب سے اچاٹ ہو گیا تھا اور اچاٹ ہونے کی وجہ ضوریز حسن کا انداز تھا جو کہ کشف کے پاس کھڑا اسے کچھ کہہ رہا تھا اور نہ جانے کیوں ذوشاف کو اس کی کشف کے ساتھ یہ قربت یہ انداز اچھے نہیں لگ رہے تھے حالانکہ وہ خود چاہتی تھی کہ ضوریز اسے ہر طریقے سے خوش رکھے مگر اب ضوریز کا اس کو توجہ دینا اور ذوشاف کو اگنور کرنا اسے ہرٹ کر رہا تھا کہ خود بخود اس کی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا۔ وہ بوجھل دل لیے وہاں سے ہٹ گئی اور ضوریز جو کن انکھیوں سے اس کے تاثرات جانچ رہا تھا اور بمشکل مسکراہٹ کو روکے ہوئے تھا کھل کر مسکرا دیا۔ ذوشاف کا واک آؤٹ کر جانا اور جیلس ہونا اسے کافی محظوظ کر رہا تھا۔

''میں ابھی آتا ہوں۔'' وہ کشف سے کہتا ذوشاف کی تلاش میں باہر نکلا وہ لان میں ہی اسے کھڑی نظر آ گئی۔

''یہاں کیوں آ گئی تم؟'' ضوریز کی آواز پر ذوشاف چونکی تھی کیونکہ اسے اس کے آنے کی امید نہیں تھی۔

''ویسے ہی دل کر رہا تھا۔''

''دل کر رہا تھا یا دل برداشت نہیں کر سکا۔'' ضوریز نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے دیکھا جو کہ اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے خفیف سی ہو گئی تھی۔

''برداشت والی کیا بات ہے...... آپ جتنا مرضی کسی کے کلوز ہو جائیں مجھے کیا۔''

''ہاہاہا میں نے تو کلوز جانے کی بات نہیں کی صرف برداشت کی بات کی تھی۔ اب آپ خود ہی اپنا پول کھول رہی ہیں۔'' ضوریز محظوظ ہوا۔ ذوشاف ٹپٹا کر رخ موڑ گئی تو ضوریز نے دلچسپی سے اس کے چہرے پر پھیلے رنگوں کو دیکھا۔

''آپ مجھے ہی تو جیلس کروانے کے لیے اتنا کلوز ہو رہے تھے۔'' وہ روٹھے انداز میں کہتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

''اتنا کلوز لگتا ہے آپ جانتی نہیں کہ میاں بیوی کے درمیان کلوزنیس کس حد تک ہوتی ہے یہ تو کچھ بھی نہ تھا ہے ناں۔'' وہ معنی خیزی سے بولتا اسے سرخ کر گیا۔ وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ کر اسے گھورتی جانے لگی کہ ضوریز نے ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا تھا اور وہ سیدھی اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔ ضوریز نے اسے اپنے مضبوط حصار میں قید کیا تھا۔ وہ اس افتاد پر حیرت سے دیکھنے لگی۔

''مجھے صرف تمہاری قربت کی خواہش ہے ذوشاف! اور کسی کے میرے پاس میرے قریب ہونے نہ ہونے

سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میرے دل کے دروازے صرف تم تک آ کر بند ہو گئے ہیں اور کسی کی میرے روم میں موجودگی بھی مجھے محسوس نہیں ہوتی...... میرے پیار، میری قربت کی حق دار صرف تم ہو۔" ضوریز نے نرمی سے اس کی روشن پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے۔ ذوشاف کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ وہ اس کی محبت بھرے لہجے اور قربت پر نازاں ہو گئی اور اسے سب بھول گیا تھا کہ ضوریز پر حق اس کا نہیں بلکہ کشف کا ہے۔

"یہ تمہارے لیے۔" ضوریز نے نرمی سے اسے اپنے سے الگ کیا اور اپنی پینٹ کی پاکٹ سے لاکٹ نکال کر اس کے سامنے کیا جس پر "Z" بنا ہوا تھا۔

"واؤ بیوٹی فل۔" وہ خوش ہوئی تھی اور پکڑنے لگی مگر ضوریز نے ہاتھ پیچھے کر لیا تو ذوشاف نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"اجازت ہو تو میں پہنا دوں۔" ضوریز نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو وہ اس کی بات پر شرمیلی مسکان لبوں پر سجا کر اجازت دے گئی۔ ضوریز نے اس کے نرم، ملائم ریشمی بالوں کو آگے کیا اور لاکٹ اس کی گردن کے ساتھ سجا کر ہک بند کرتے ہوئے اپنے لب بھی رکھ گیا تھا۔ ذوشاف کے پورے وجود میں اس لمس سے ایک برقی سی پھیل گئی تھی

"بہت خوب صورت...... مجھے نہیں پتہ تھا کہ تمہارے وجود پر سج کر یہ اتنا خاص ہو جائے گا کہ میری نظریں ہٹنے سے انکار کر دیں گی۔" ضوریز کی سرگوشی اس کے تن من میں پھول کھلا گئی تھی وہ ان پر افسوں لمحوں سے بمشکل دامن چھڑوائی اس سے الگ ہوتی اندر کی طرف بڑھ گئی جہاں فرجادان کو ہی بلانے آ رہا تھا۔

☆......☆

"کشف تم خوش ہو ناں میں کچھ دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں تم کچھ پریشان سی لگ رہی ہو کیا بات ہے۔"
ذوشاف کے پوچھنے پر کشف کے لبوں پر پھیکی سی مسکان سج گئی۔

"بہت خوش ہوں ذوشاف کے ضوریز حسن میرا ہے پر......"

"پر کیا؟"

"پر ابھی تک وہ مکمل میرا نہیں ہو سکا...... شادی کو دو ماہ ہو گئے مگر آج تک اس کے کسی بھی انداز سے مجھے یہ فیل نہیں ہوا کہ میں اس کی بیوی ہوں اور وہ میرا شوہر...... رات کو ایک بیڈ پر سوتے ہیں مگر ضوریز ساری رات ایک طرف کروٹ لیے یوں سوئے ہوتے ہیں جیسے ان کے علاوہ اور کوئی ساتھ لیٹا نہیں...... وہ ابھی تک مجھے بیوی کا درجہ نہیں دے پا رہے ہیں یہ بات مجھے پریشان کر رہی ہے ذوشاف...... وہ شادی پر بھی خوش نہ تھے۔ مجھے لگا وہ کسی اور کو۔"

"کیسی بات کر رہی ہو کشف ایسا کچھ نہیں ہے۔" ذوشاف نے نظریں چرائیں تھیں۔

"تو پھر وہ ایسا رویہ کیوں رکھ رہے ہیں...... اب تو پھپھو بھی مجھے چیک اپ کروانے کا بول رہی ہیں...... تمہیں تو پتہ ہے ان کو اپنے پوتے کی کتنی خواہش ہے۔" کشف کی بات پر ذوشاف لب کاٹ کر رہ گئی۔

وہ دل ہی دل میں خود کو کوسنے لگی کیونکہ کشف کی بے رنگ زندگی کی ذمے دار صرف وہ تھی۔

"بھابھی آپ کو مما بلا رہی ہیں۔" زیاد کے اطلاع دینے پر کشف اٹھ کر چلی گئی جب کہ ذوشاف وہیں بیٹھی سوچتی رہی اور پھر جب دس منٹ بعد اٹھی تو وہ ایک اٹل فیصلہ لے چکی تھی۔ پھر رات کو ہی اسے اپنے اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کا موقع مل گیا تھا۔ کشف اور نویدہ بیگم کسی عزیز کے گھر چلی گئیں تھیں۔ اور ضوریز حسن سیدھا

آفس سے آتا اس کے روم میں آیا تھا۔

"کیا بات ہے گھر میں کوئی دکھائی نہیں دے رہا۔" ذوشاف جو گم صم سی صوفے پر ٹکی آئندہ کے بارے میں سوچ رہی تھی اس کی آواز پر چونکی تھی جو کہ بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس ہمیشہ کی طرح اپنی بھرپور وجاہت سمیت چھایا ہوا لگ رہا تھا۔

"آپ کی مما اور کشف کسی ذوہا آنٹی کے گھر گئی ہیں۔ ان کے پوتے کا برتھ ڈے تھا اور زیادہ لوگ اپنے دوستوں کے ساتھ۔" وہ تفصیل سے بولی۔

"تم کیوں نہیں گئیں ان کے ساتھ۔"

"میرا دل نہیں تھا جانے کو۔" نہ جانے کیوں اس نے نظریں چرائیں تھیں۔

"ایک تو یہ تمہارا دل...... میرے پاس آ کر بھی اسے چین نہیں...... چلو اچھا ہوا تم نہیں گئیں ذرا میرے ساتھ آنا۔" ضوریز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ گھسیٹا۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ کچھ بتائیں تو۔" وہ اس کے ساتھ قدم ملاتی پوچھنے لگی مگر ضوریز اسے اپنے روم میں لے آیا۔ ذوشاف آج پہلی دفعہ اس کے روم میں داخل ہوئی تھی۔ اس نے ایک نظر پورے کمرے میں ڈال کر اس کی طرف دیکھا جو کوٹ اتار کر بیڈ پر رکھتا اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"دراصل مجھے آج میٹنگ کے سلسلے میں دو دنوں کے لیے اسلام آباد جانا ہے تم ذرا پیکنگ میں میری ہیلپ کروا دو۔" ذوشاف نے اس کی بات پر اسے چونک کر دیکھا تھا اور پھر کسی نتیجے پر جا کر وہ دل ہی دل میں بہت بڑا فیصلہ کر گئی۔

"کب تک نکلنا ہے آپ نے۔"

"بس ایک گھنٹے تک میں شاور لے لوں تم کپڑے رکھ دو اپنی مرضی سے۔" ضوریز پیار سے اس کے گال کو سہلاتا ہوا واش روم میں چلا گیا تو ذوشاف لب کاٹنے لگی اس کے ذہن میں کچھ چلنے لگا تھا جو اس کی آنکھیں نم کر گیا۔

"یہ زہر مجھے اپنے اندر اتارنا ہی ہوگا۔" ذوشاف نے آنکھوں سے چھلکتے آنسوؤں کو صاف کیا اور وارڈروب کی طرف بڑھی۔ ضوریز جب دس منٹ کے بعد واش روم سے نکلا وہ اس کے تین سوٹ بیگ میں رکھ چکی تھی۔ ذوشاف نے دیکھا وہ بلیک جینز پر وائٹ شرٹ میں بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا اسے دیکھتے وہ اس قدر محو ہوئی کہ اپنی آنکھوں سے نکلتے پانی سے ہوش میں آئی اور جلدی سے صاف کر کے اس کی طرف دیکھنے لگی جو بہت گہری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ذوشاف گڑبڑا سی گئی۔

"کیا بات ہے ذوشاف! اپ سیٹ لگ رہی ہو۔" لرزتے لبوں کو دانتوں تلے دبائے اس نے دھیرے سے سر کو نفی میں ہلایا۔

"نہیں تو بس ذرا تھکن سی ہو گئی۔"

"تمہاری آنکھوں میں یہ نمی کس بات کی ہے...... کیا چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔" ضوریز نے اس کی سرخ آنکھوں کی طرف اشارہ کیا جو ضبط سے لال ہو رہی تھیں۔

"وہ آپ جا رہے ہیں ناں تو اس لیے۔" اب کے اس کے آنسو چھلک پڑے۔

"ذوشاف!" ضوریز نے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"ارے میں کون سا ہمیشہ کے لیے جا رہا ہوں..... صرف دو دنوں کی تو بات ہے اور اگر تم یوں رونا شروع کر دو گی تو میں جانا کینسل کر دیتا ہوں..... مجھے کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا۔ صرف تمہارے آنسو نہیں دیکھ سکتا۔ میرے نزدیک تم سے خاص کچھ بھی نہیں ذوشاف حتیٰ کے میرا وجود بھی نہیں۔" ضوریز نے پیار سے اس کے آنسو صاف کیے تھے تو وہ دھیرے سے مسکرا دی۔

"دراصل پہلی دفعہ یوں جدا ہو رہے ہیں تو اس لیے آپ یہ کپڑے دیکھ لیں، میں نے اپنی طرف سے رکھے ہیں۔" وہ اس کا دھیان خود سے ہٹانے کو بولی۔

"تم نے رکھے ہیں میری تسلی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کیا تم نہیں چاہتی کہ میں جاؤں۔"

"نہیں ضوریز! ایسی کوئی بات نہیں..... بس ایویں ہی دل بھر سا گیا دو دنوں کی تو بات ہے آپ مجھے یاد کریں گے ناں۔" ذوشاف نے ضوریز کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"یہ پوچھو تم یاد کب نہیں آتی ہو۔"

"میں بھی آپ کو بہت یاد کروں گی..... آپ..... آپ اپنا بہت سارا خیال رکھیے گا اور کبھی بھی خود کو تکلیف مت دیجیے گا جب بھی آپ کو کوئی تکلیف ہوئی آپ سے زیادہ درد مجھے ہوگا یہ ہمیشہ یاد رکھیے گا۔"

"تم ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو تم اپ سیٹ ہو کیا بات ہے بتاؤ مجھے تمہیں کوئی بات پریشان کر رہی ہے ذوشاف!" اب کہ وہ کچھ چونکا تھا تو ذوشاف اپنے آنسوؤں کو اپنے حلق سے اتار کر بظاہر مسکرا دی۔

"نہیں کوئی بات نہیں آپ دو دن دور جا رہے ہیں تو لگتا ہے کہ جیسے بہت دنوں کے لیے جا رہے ہیں اس لیے جذباتی ہو رہی ہوں۔"

"تو میں نہیں جاتا ڈیڈی کو کال کر دیتا ہوں وہ چلے جاتے ہیں۔" ضوریز نے اپنا سیل فون بیڈ سے پکڑا جو کہ ذوشاف نے واپس لے لیا۔

"آپ انکل کو اب تنگ کریں گے۔"

"اور تم جو مجھے تنگ کر رہی ہو..... میرا دل بھی ڈوب سا رہا ہے..... مجھے نہیں جانا چاہیے۔ میں پریشان ہو رہا ہوں زوشاف! کیا بات ہے بتاؤ مجھے۔" وہ بوجھل لہجے میں بولتا اس کے دل میں سوئی چبھو گیا۔ وہ خود کو ملامت کرنے لگی۔

"آئم سوری۔ پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا آپ فکر نہ کریں دو دنوں کی تو بات ہے آپ جائیں آ کر بات ہوتی ہے۔" وہ خود کو ہشاش بشاش ظاہر کرنے لگی۔

"او کے پہلے تم وعدہ کرو دو دنوں کے بعد تم مجھے فریش ملا گی۔" ضوریز نے اپنا ہاتھ اس کے آگے کیا تو ذوشاف کی نظر اس کی شفاف ہتھیلی پر ساکت ہو گئی تھی۔

"کیا سوچنے لگیں کرو وعدہ۔" ضوریز جس کا دل گم صم ہو گیا تھا بے اختیار وہ اس سے وعدہ لینے پر بضد ہو گیا شاید اس کے دل کو بھی کچھ خبر ہو گئی تھی۔

"ضوریز! وعدے کی کیا ضرورت میں آپ کو فریش ملوں گی اچھا یہ بتائیں آپ میرے لیے کیا لائیں گے وہاں سے۔" وہ بڑی خوب صورتی سے بات بدل گئی تو ضوریز نے الجھن سے دیکھا جو مسکرا رہی تھی مگر اس کی آنکھیں ان میں اسے ایک تڑپ سی نظر آ رہی تھی۔

"جو مانگو گی وہ لاؤں گا۔" ضوریز نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے تو وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

بیل بجی تھی۔

"ہاں بس آنے لگی تھی تم ابھی تک سوئی نہیں۔" ذوشاف نے پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔

"نہیں تمہارے بغیر کیسے سو سکتی تھی میں۔ میرے خیال میں تمہیں یہاں ٹیرس میں بیٹھے تین گھنٹے ہو گئے ہیں اور تم سردی کی پروا کیے بغیر ہی بیٹھی ہو اگر سردی لگ گئی تو۔"

"مردوں کی پھر بھی نہیں میں۔" اس کے لہجے میں بلا کی اذیت تھی۔ جین نے گھور کر دیکھا۔

"مرنے کے اور بھی طریقے ہیں مگر تم شاید بھول رہی ہو کہ تم نے وعدہ کیا تھا اور ضوریز کی قسم کھا کر کہا تھا کہ تم خود کو کوئی نقصان کوئی تکلیف نہیں دو گی۔"

"اس لیے تو ابھی تک زندہ ہوں ورنہ جین! وہ مجھے نہیں بھولتا کیا کروں ہر رات خود سے عہد کر کے سوتی ہوں کہ بس اب اور نہیں یاد کروں گی پر وہ ہے کہ دل و دماغ سے نکل ہی نہیں رہا ہر پل خود کو کوستی ہوں کیوں پاکستان گئی میں، کیوں اس سے ٹکرائی میں اگر پیار ہو گیا تو کیوں اسے کسی اور کی جھولی میں ڈال دیا اگر ڈال بھی دیا تو پھر اسے چھوڑا کیوں...... کاش میں وہیں ہی رہتی کم از کم اسے دیکھ لیتی سن تو سکتی تھی ناں میں۔" اس کی آنکھوں سے آنسو تسبیح کے دانوں کی طرح ٹوٹ کر گرنے لگے۔

"تم پاکستان چلی جاؤ ذوش!" جین کی بات پر ذوشاف نے چونک کر دیکھا شاید اسے اس بات کی توقع نہ تھی۔

"پاکستان کیا لینے جاؤں وہاں سب کچھ تو لے لیا میرا پاکستان نے میرا چین، سکون، میری خوشیاں اور میرا دل بھی کچھ بھی نہیں میرے پاس ایک زندہ لاش بن کر رہ گئی میں، کسی پل سکون نہیں۔"

"اس لیے تو کہہ رہی ہوں چلی جاؤ پاکستان چار سال ہو گئے اب تک تو ضوریز کشف کے ساتھ اپنی زندگی شروع کر چکا ہو گا ایک دو بچے بھی ہو چکے ہوں گے مگر تم تو پر سکون ہو جاؤ گی۔" اس پر اسے تکلیف ہوئی تھی۔ ضوریز اگر کشف کو اپنی بیوی مان چکا ہے تو وہ کیسے یہ سب برداشت کر سکے گی۔

"نہیں جین! مجھ سے برداشت نہیں ہو گا۔" وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"تو شادی کر لو جوزف مر رہا ہے تمہارے لیے۔" جین نے سو بار کی گئی بات پھر کی۔

"پلیز جین! تم جانتی ہو میرے پاس کچھ بھی نہیں کسی اور کو دینے کے لیے میں اپنا سب کچھ اس شخص کو دے آئی ہوں۔ شادی تو اب ناممکن ہے۔" وہ اٹل انداز میں کہتی چلی گئی تو جین نے تاسف سے اس کی پشت کو دیکھا جو دن بدن کمزور اور مرجھا رہی تھی اور جین اس کا دکھ محسوس کرتی اداس ہو گئی۔

☆......☆

آج اتوار تھا اور شاپ سے آف تھا اس لیے اس نے مارکیٹ کا رخ کیا تا کہ گروسری کے ساتھ کچھ اپنے لیے بھی شاپنگ کر سکے۔ جین کی کزن کی شادی تھی اس لیے وہ نیویارک گئی ہوئی تھی اور ذوشاف اسے بہت مس کر رہی تھی۔ آج پہلی مرتبہ اس کے بغیر شاپنگ کرنے نکلی تھی اس لیے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ چیزوں کو دیکھتی آگے بڑھی کہ اگلے وجود سے بری طرح ٹکرائی تھی۔

"اوہ سوری...... میں۔" ذوشاف کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے اور اس نے اپنے سامنے کھڑے وجود کو پتھرائی نگاہوں سے دیکھا تھا وہ گویا سانس لینا بھول گئی تھی اور کچھ ایسا ہی حال کشف کا تھا۔

"ذوشاف تم...... کہاں تھی تم۔" کشف کے منہ سے حیرت سے بے ربط جملے نکلے تھے اور پھر اس نے اس

کے ساکت وجود کو گلے سے لگا لیا تھا۔ اتنے سالوں بعد کشف کے وجود کا سہارا لے کر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی خود کو رونے سے باز نہ رکھ سکی۔ ''کہاں چلی گئی تھیں تم کتنا ڈھونڈا تمہیں اتنا پریشان رہے ماما تب سے بیمار رہنے لگی ہیں۔'' کشف کی آنکھوں سے بھی گرم سیال نکلے جو کہ اس کے کندھے میں جذب ہونے لگے۔

''ادھر آؤ ذرا۔'' کشف نے اسے بازو سے پکڑ کر باہر گاڑی میں بٹھایا اور خود بھی بیٹھ کر گاڑی گھر کے راستے میں ڈال دی۔ ذوشاف بار بار چھلک پڑتے آنسوؤں کو صاف کرتی جب اس کے گاڑی روکنے پر باہر نکلی تو ایک دو سالہ بچی پر نظر پڑتے اس کے قدم وہیں ساکت ہوئے تھے۔

''مما...... مما......'' وہ پنک فراک میں ملبوس گول مٹول سی بچی کشف کو دیکھ کر بھاگ کر اس کے پاس آئی تھی۔

''یہ میری بیٹی پرنیاں ہیں اور پری یہ آپ کی آنی ہیں۔'' کشف نے پرنیاں کو گود میں اٹھا کر تعارف کروایا تو پرنیاں اشتیاق سے اسے دیکھنے لگی جو نہ جانے کیوں نظریں چرا رہی تھی۔

''چلو آؤ اندر۔'' کشف نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ اندر گھسیٹا مگر ذوشاف تھی کہ اندر سے خالی ہو گئی تھی۔

''بیٹھو یہاں پرنیاں جاؤ آپ کھیلو۔'' اسے صوفے پر بٹھا کر کشف نے پرنیاں سے کہا مگر وہ سر نفی میں ہلا گئی۔

''نو...... آپ آؤ۔''

''میں بزی ہوں آپ جاؤ مجھے آپ کی آنی سے باتیں کرنی ہیں۔'' کشف نے اسے پیار سے پچکارا مگر وہ تب تک ''بابابابا'' کی رٹ لگاتی دوڑ لگا چکی تھی اور ذوشاف کا دل دھڑک اٹھا تھا وہ بے ساختہ کھڑی ہو گئی تھی۔ ضوریز کا سامنا کرنے کے خیال سے ہی اس کا دل حواس چھوڑنے لگا تھا۔ کشف نے اس کی بے چینی محسوس کر کے اپنے شوہر کی طرف دیکھا جو کہ حیران ہوتا اندر داخل ہوا تھا۔

''ارے ذوشاف! یہ کہاں ملی تمہیں۔'' ذوشاف جس نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں آواز کی طرف بے ساختہ پلٹی تھی اور اگلے لمحے ہی وہ ششدر رہ گئی۔

''یہ...... یہ......'' وہ ضوریز حسن تو نہیں تھا وہ تو کوئی اور ہی تھا جس کے کندھے پر پرنیاں چڑھی ہوئی تھی۔

''یہ میرے شوہر حمزہ ہیں۔'' کشف نے اس کی حیرت سے لطف اندوز ہوتے تعارف کروایا تھا اور ذوشاف نے حیران ہوتے کشف کو دیکھا تھا۔

''کشف تم ذوشاف کو کمپنی دو میں تب تک پرنیاں کو گھما لاؤں ورنہ اس نے تنگ کرنا ہے تم دونوں بہنوں کو۔'' حمزہ نے کشف کو اشارہ کیا اور پرنیاں کو لے کر چلا گیا۔

''یہ کیا...... کیسے۔'' وہ بلاشبہ بے یقینی کے زیر اثر تھی۔

''ضوریز نے مجھے طلاق دے دی تھی تمہارے جانے کے دو ماہ بعد ہی۔'' کشف کے انکشاف پر وہ نڈھال ہوتی صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھی تھی۔ وہی ہوا جس سے وہ ڈرتی آئی تھی جس کے ڈر سے اس نے جدائی کا گھونٹ پیا تھا۔

''تم نے میرے لیے اسے چھوڑا اور اس نے تمہارے لیے مجھے چھوڑ دیا۔'' کشف کی بات پر وہ دم سادھے نظریں جھکا گئی کیونکہ کشف نے اسے احساس دلایا تھا کہ اس پر حقیقت آشکار ہو چکی تھی اب وہ کیسے اس سے

نظریں ملا سکتی تھی۔

''آئم سوری کشف! میں نے ایسا نہیں چاہا تھا...... اس لیے تو میں سب چھوڑ آئی تھی...... سب کچھ ختم کر دیا۔'' آنسو رواں ہوئے تھے۔

''تمہارے ختم کرنے سے سب ختم نہیں ہوا تھا بلکہ تمہارے ایسا کرنے سے ضوریز کی چپ ٹوٹی تھی اور اس نے سب ختم کر دیا...... تمہیں شرمندہ ہونے یا معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ذوشاف! میں سب جانتی ہوں اور مجھے حیرت ہے تم نے میرے لیے کیا کچھ برداشت نہیں کیا اتنا کہ تم جو دو قدم بھی ہمارے بغیر نہیں چل سکتی تھیں چار سالوں سے سب سے کٹ کر جی رہی ہو تم نے کیوں کیا ایسا۔'' کشف اس کے قریب آ کر بیٹھی۔

تمہارے دل کے ٹوٹنے کے ڈر سے میں نہیں چاہتی تھی کہ تمہیں تکلیف ہو...... تمہاری خوشیوں کو میری نظر لگ رہی تھی...... میں کھا گئی تمہاری خوشیاں...... مجھے معاف کر دو کشف! میں نے ایسا سوچا بھی نہیں تھا۔'' وہ بچ بچ ہاتھ جوڑ گئی جو کشف نے جلدی سے تھام لیے۔

''تم کل بھی پاگل تھیں اور آج بھی پاگل ہی ہو ایسا سوچا بھی کیسے تم نے ضوریز نے مجھے طلاق دی نہیں تھی میں نے خود لی تھی...... تمہارے جانے کے بعد جب وہ اسلام آباد سے آیا تو تمہارے جانے کا سن کر وہ بہت اپ سیٹ ہو گیا تھا اور ہمیں یہ تھا کہ شاید اپنے کسی بزنس ڈیل کی وجہ سے مگر جب ایک دن بعد پتہ چلا کہ ذوشاف نیویارک نہیں گئی تو ہم سب بہت پریشان ہو گئے تھے مگر ضوریز تو جیسے کھانا پینا آرام سب بھول گیا تھا اس نے کہاں نہیں ڈھونڈا تمہیں...... امریکہ کی ساری فلائٹس چیک کروائیں مگر ذوشاف حیدر نامی لڑکی تو امریکہ گئی ہی نہیں پھر پتہ کروانے پر معلوم ہوا کہ تم پیرس گئی ہو ضوریز وہاں بھی گیا مگر اس سے آگے نہیں پتہ چل سکا کہ تم کہاں چلی گئی دو ماہ کی تلاش کے بعد جب ضوریز میرے سامنے آیا تو اس ضوریز کو دیکھ کر کہا سب پریشان ہو گئے تھے جو بالکل ٹوٹ چکا تھا پھر ہم سب پر انکشاف ہوا کہ اصل بات کیا تھی...... ضوریز نے صاف مجھے کہہ دیا تھا کہ وہ ذوشاف سے محبت کرتا ہے اور وہ مجھے کبھی بھی بیوی کا درجہ اور حق نہیں دے پائے گا...... اگر کچھ سالوں بعد اس کا دل بدل گیا تو ٹھیک ورنہ ساری زندگی ایسے ساتھ رہنا چاہتی ہوں تو رہ لوں اور میں یہ کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ میرے شوہر کے دل و دماغ میں کسی اور کا قبضہ ہو...... اتنا ظرف میرا نہیں تھا اور میں نے ہی اسے بولا کہ مجھے طلاق دے دو اس فیصلے سے ہماری فیملیز کو تکلیف تو بہت ہوئی مگر اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا اور پھر طلاق کے سات ماہ بعد ہی حمزہ میری زندگی میں آئے میں نے ان کو ہر بات بتا دی تھی اور انہوں نے مجھے اس قدر پیار اور عزت دی ہے کہ ان تین سالوں میں...... میں اپنا ماضی ضوریز کے ساتھ محبت شادی اور تمام گزرے پل بھول گئی ہوں، حمزہ کا یہاں لندن میں بزنس ہے اس لیے میں تین سالوں سے رہ رہی ہوں مگر تم سے ملاقات آج ہوئی۔'' ذوشاف نے دیکھا تھا جس کے چہرے پر حمزہ کے نام اور پیار کی اصل خوشی دکھائی دے رہی تھی اس کا من ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔

''اب تم بھی سب بھول جاؤ اور منہ ہاتھ دھو کر آؤ میں کھانا لگاتی ہوں بلکہ ابھی سب کو تمہارے ملنے کی اطلاع کرتی ہوں مجھے تو لگتا ہے حمزہ نے سب کو اطلاع کر دی ہوگی وہ مجھ سے بھی زیادہ بے چین تھے تمہارے ملنے کے لیے کیونکہ ضوریز کے ساتھ ان کی بہت دوستی ہو گئی ہے۔'' ضوریز کے نام پر ذوشاف کا دل دھڑکا تھا اور اس کے بارے میں پوچھنے کے لیے لب کھولے تھے مگر پھر چپ کر گئی تھی۔

''کیا کہنا تھا۔''

"سب ٹھیک ہیں۔" ذوشاف جھجکتے ہوئے بولی کشف کے چہرے پر مسکراہٹ لاگئی۔

"ہاں سب ٹھیک ہیں۔ ماما، پاپا، اور حنان، بھی حنان نے منگنی کروالی ہے۔"

"سوہا سے۔" ذوشاف مسکرائی اس کے ذہن میں خوب صورت سی سوہا کی تصویر در آئی جو بہت کیوٹ تھی۔

"ہاں اب تم آگئی ہو تو شادی کردیں گے۔" کشف اٹھ کر جانے لگی۔

"کشف......" ذوشاف کے پکارنے پر رک کر دیکھا جو انگلیاں مروڑتی کچھ اضطراب میں محسوس ہوئی۔

"ہاں بولو ذوشی!" وہ اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھی۔

"وہ پاکستان میں بھی سب ٹھیک ہیں۔"

"ہاں سب ٹھیک ہیں پھپھو، احسن انکل، فرجاد اور زیاد بھی دونوں ڈاکٹر بن چکے ہیں۔"

"اور......" اس کی سماعتیں جس کے بارے میں سننے کی خواہش مند تھیں کشف جان بوجھ کر اس کے نام سے انجان بن رہی تھی۔

"اور کون؟" اب کہ کشف کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ صاف دیکھی جاسکتی تھی۔ وہ ذوشاف کے منہ سے سننا چاہتی تھی جو کہ جھجک رہی تھی۔

"میرے خیال میں تم ضوریز کی بات کررہی ہو۔" کشف کے مسکراتے لہجے پر وہ خفیف سی ہو کر نگاہیں جھکا گئی۔

"ارے پاگل اس میں شرم والی کونسی بات ہے ضوریز بالکل ٹھیک ہے ابھی دو دن پہلے میری اس سے بات ہوئی تھی اب اٹھو تم۔" کشف کے کہنے پر وہ اس کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆......☆

آج آفس میں وہ بہت بزی رہا تھا۔ حسن صاحب بھی دو روزہ میٹنگ کے لیے چائنہ گئے ہوئے تھے اس لیے سارا برڈن اس کے سر تھا۔ وہ تھکا ہارا گھر میں داخل ہوا۔ آج اس کا موڈ سیدھا روم میں جا کر سونے کا تھا اس لیے وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا کہ اسے ٹھٹک کر رکنا پڑا تھا اور رکنے کی وجہ ایک عجیب سا احساس تھا۔ آج پورے چار سال بعد اس کا دل معمول سے ہٹ کر دھڑکا تھا۔ ایک بے قراری سی اس کے وجود میں سرائیت کرگئی۔

"کوئی آیا ہے کیا؟" اس نے اپنے کمرے سے نکلتے فرجاد سے پوچھا۔

"جی بھائی کشف آپی اور حمزہ بھائی آئے ہیں۔" فرجاد کے بتانے پر اس کا دل سکوت اختیار کرگیا۔

"اور......"

"اور پرنیاں اسے زیاد باہر لے کر گیا ہے آپ فریش ہو کر آئیں حمزہ بھائی کب سے انتظار کررہے ہیں آپ کا۔" ضوریز حسن سر اثبات میں ہلاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا اس چیز سے بے خبر کے پیچھے کھڑے سب مسکرا دیے تھے اور کشف نے معنی خیزی سے سب کی طرف دیکھا تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو ایک جانی پہچانی سی خوشبو نے اس کا استقبال کیا تھا وہ دو پل کو آنکھیں بند کیے اس احساس کو اپنے اندر جذب کرتا رہا پھر چونک کر اس نے اپنے دائیں جانب دیکھا تھا۔ جہاں بیٹھے وجود کو دیکھ کر وہ گویا فریز ہوگیا تھا۔ ذوشاف حیدر جو خود میں لاکھ ہمت جمع کرکے اس کے سامنے آنے کے قابل ہوئی تھی۔ اب اتنے سالوں بعد اسے دیکھ کر اس کا حوصلہ پست ہورہا تھا کہ ضوریز کیا اسے معاف کرپائے گا؟ ذوشاف کو اپنا دل

...اپنی نظروں کو اس کے چہرے سے ہٹنے سے روک نہ پایا۔ ...دیکھ رہا تھا۔ ضوریز بے یقینی کے اولین جھٹکوں

"ضوریز!" اس کے ساکت لبوں نے ایک سرگوشی کی تھی مگر ضوریز کے تاثرات سپاٹ ہو چکے تھے وہ بے
یقینی کی کیفیت سے نکل چکا تھا اب اس کے چہرے پر غصہ صاف نظر آ رہا تھا اور ذوشاف کی ہمت جواب دینے
لگی تھی۔

"کیا میری طرف دیکھیں گے بھی نہیں اتنی ناراضگی۔" اس کے قریب آ کر اس کے بازو پر ڈرتے ڈرتے
ہاتھ رکھا تھا جو دوسرے پل ہی جھٹک دیا گیا۔ ذوشاف کا دل پانی پانی ہونے لگا۔ اس کی بے رخی اور بے نیازی
اس کے چہرے سے عیاں تھی۔

"آئم سوری مجھے معاف کر دیں۔"

"معاف کر دوں۔ بس ذوشاف...... فقط معافی چار سالوں کی اذیت کی صرف معافی۔" اس نے اپنے لبوں
کا قفل توڑا تھا اور ذوشاف کی پیاسی سماعتوں پر پھواری برسنے لگی۔

"میں مانتی ہوں میں نے غلط کیا مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا...... میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا ایسا۔"
اب کہ وہ روہانسی ہو گئی۔

"تم نے جان بوجھ کر کیا تھا تمہیں احساس نہیں تھا نہ میرا نہ میرے دل کا...... تمہیں احساس تھا تو صرف خود
سے جڑے رشتوں کا...... تم نے مجھے رد کیا میری محبت کی توہین کی اور چلی گئی سب چھوڑ کر...... تم نے ایک دفعہ
بھی میرا نہیں سوچا...... پہلے دن سے تم نے صرف اپنا سوچا کہ تم کسی کی نظروں سے گر نہ جاؤ اس کے لیے تم نے
مجھے اذیت کے پل سونپ دیے کیونکہ تمہاری نظر میں ضوریز حسن کی نہ تو کوئی وقعت تھی اور نہ اب تمہارے
نزدیک میری کوئی اوقات ہے۔ کل بھی رشتوں کے لیے چھوڑ کر گئی تھیں تم آج بھی ان رشتوں کے لیے ہی
واپس آئی ہو۔" چار سالہ غصہ، دکھ، شکوہ، درد سب نکلنا تو تھا مگر اس کے لیے لفظوں کی دھار دل کو زخمی کرنے لگی تو
بے اختیار ذوشاف کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ جن کو دیکھ کر ضوریز لب بھینچ گیا۔

"آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔"

"اگر تم ایسا کر کے میرے دل پر لعنت بھیج کر جا سکتی ہو تو کیا میں سوچ بھی نہیں سکتا۔" اب کے وہ کاٹ دار
لہجے میں بولا تو ذوشاف نے شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھا جو کہ اس کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"تم نہیں جانتیں میں نے یہ چار سال کس اذیت میں گزارے ہیں...... پل پل مرا ہوں میں...... تم اتنی
ظالم کیسے بن گئیں اتنا جان لیوا قدم کیسے اٹھا لیا۔ تم تو محبت کرتی تھی نہ مجھ سے پھر بھی...... کیوں کیا ایسا...... کہاں
کہاں نہیں ڈھونڈا تمہیں...... کوئی ایسی رات نہیں گزری جس میں تڑپ کر خدا سے مانگا نہ ہو تمہیں۔" اب کے
اس کا لہجہ بھاری ہوا تھا جو ذوشاف کے دل کو گھائل کر گیا تھا وہ بے ساختہ آگے بڑھی اور اس کے سینے سے جا لگی
تھی اور ضوریز گویا سانس لینا بھول گیا تھا۔

"اگر آپ تڑپے ہیں تو سکون سے میں بھی نہیں رہی...... اگر آپ اس جدائی کی آگ میں چار سال جلے
ہیں تو اس اذیت میں، میں بھی پل پل مری ہوں پر میں نے سب صرف کشف کے لیے کیا۔ میں اس کی خوشیوں
کو یوں اپنی وجہ سے برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔" اس کے وجود کا سہارا پاتے ہی وہ بکھری تھی اور ضوریز اتنا
سنگدل کیسے ہو سکتا تھا کہ چار سالوں سے جس لمس کو وہ ترس رہا تھا جس کے لیے تڑپ رہا تھا وہ اس کی باہوں

میں تھی اور وہ اسے جھنک دیتا اس لیے اس نے نرمی سے اس کے گرد اپنا حصار قائم کر دیا تھا اور ذوشاف کے پورے وجود میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔

''اب تو ناراض نہیں آپ۔'' ذوشاف اس کے سینے پر سر رکھ کر پرسکون ہوئی تھی۔

''زندگی بانہوں میں ہو تو کون کافر ناراض رہ سکتا ہے...... مگر جو تم نے کیا اس کی سزا تو تمہیں ضرور ملے گی۔'' ضوریز بوجھل لہجے میں بولا تو وہ آنکھوں میں حیرت لیے اسے دیکھنے لگی جو کہ آنکھوں میں شرارت لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

''کیسی سزا؟'' وہ دور ہٹنے لگی مگر ضوریز نے اس کی کوشش کو ناکام بناتے ہوئے اسے بازوؤں میں بھینچ لیا۔ وہ اس کی قربت کی شدت سے پگھلنے لگی تھی۔

''سزا تو ایک ہفتے بعد شروع کی جائے گی۔ پہلے تم ایک ہفتے کے اندر اندر دلہن بننے کی تیاری کرو کیونکہ میں اب تمہیں آزاد چھوڑ کر کوئی رسک نہیں لے سکتا۔''

''اتنی بے اعتباری ہے مجھ پر۔'' وہ خفگی سے بولی۔

''خود پر بے اعتباری ہے۔ اختیار ختم ہو رہا ہے...... ضبط ٹوٹ جانے کا ڈر ہے...... چار سالوں کا صبر تمہیں بانہوں میں پا کر ریت کی طرح پھسل رہا ہے...... اس سے پہلے کے میں کوئی گستاخی کروں تمہیں جلد سے جلد مجھے اپنا آپ سونپنا پڑے گا۔'' ضوریز کی گھمبیر تا ذوشاف کا دل دھڑکا گئی۔ اس کی معنی خیز سرگوشی اسے اس کے سینے میں ہی سمٹ جانے پر مجبور کر گئی۔ اس کی بات ذوشاف کے گال دہکا گئی۔ ضوریز اس کے چہرے پر چھائے خوب صورت رنگوں کو دلچسپی سے دیکھتا اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔ ذوشاف کے پورے وجود میں اس لمس سے ایک برقی سی پھیل گئی۔

''شادی کرو گی مجھ سے؟'' وہ بوجھل لہجے میں بولتا اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

''ایک شرط پر۔'' وہ مسکراہٹ دبا کر بولی۔

''کیا؟''

''آپ کو ایک ہفتے کے اندر اندر ہی مجھے دلہن بنا کر اس روم میں لانا پڑے گا۔'' وہ نظریں جھکا کر بولتی اسے محظوظ کر گئی۔ وہ دلکشی سے مسکراتا اس کے چہرے پر جھکا تھا مگر ذوشاف اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اسے کسی بھی شرارت سے باز رکھ گئی تو ضوریز نے وہی ہاتھ پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔

''اب تو واقعی میں کچھ کرنا پڑے گا کیونکہ آپ کی شرط میرے دل کی آواز ہے ویسے مجھے لگا شاید تم ساری عمر پاستا کھلانے کی شرط رکھو گی۔'' ضوریز کے کہنے پر وہ یاد کر کے کھل کھلا کر ہنس پڑی اور ضوریز نے چاہت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا۔ ذوشاف اس کی نگاہوں کی گرمی سے نظریں جھکا گئی۔

''میرے خیال میں اندر شانتی ہو گئی ہے۔'' تبھی دونوں کے کانوں میں کشف کی مسکراتی آواز پڑی تو دونوں ہنس دیے۔ ضوریز پیار بھری نگاہوں سے اس کے سندر روپ کو دیکھتے ایک لطیف سی شرارت کرتے اسے نرمی سے چھوڑ کر دروازے کی طرف بڑھا تھا جب کہ ذوشاف اپنی ساز بجاتی دھڑکنوں کو سنبھالتی شرمیلی سی مسکان لبوں پر سجائے دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ جہاں سب مسکراتے ہوئے ضوریز کو تنگ کر رہے تھے جو مسکراتا ہوا سب کو جواب دے رہا تھا۔ ذوشاف بھی رب کا شکر کرتی ضوریز کے ساتھ جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔

......☆......